عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ابنی ہذین ریحانتای من الدنیا اخرجہ الترمذی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بتحقیق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن حسین دونو دنیا میں یہ دو میرے پھول ہیں

رسالہ نور العین و ازالۃ الغین الموسومۃ

بالقمر الخافقین

فی ثبوت شہادۃ سید الثقلین مقتدانا الامام الحسین رض

رضی عنہ رب الحرمین الشریفین

جسمین مرزا حیرت صاحب دہلوی کے پرچہ ہائے کرزن گزٹ کے مرقومہ جواب سوالوں اور اعتراضوں متعلقہ ابطال شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مختصر جوابات دربارہ ثبوت شہادت امام ہمام رض و تکملہ در باقی جوابات اعتراضہائے مرزا حیرت صاحب سوم مرثیہ **شہادت**۔ اور کتب کثیرہ معتبرہ سُنیوں سے بابت واقعہ شہادت پیشین گوئین در ثبوت شہادت اور جناب امام کی شہادت پر جنات کے رونے اور جناب امام کے سر مبارک کی کراماتوں اور جناب امام کے قاتلوں کی سزا۔ اور جناب امام کی شہادت سے ناظرین کی عبرت کیلئے قدرتی آثاروں کی نمودار ہونے معہ دفعہ اعتراضات اور جناب امام حسین کے مناقب و فضائل اور نظم مرزا قادیانی وغیرہ کا بیان **مؤلفہ** منشی **قمر الدین** حنفی لاہوری تلمیذ مولانا مولوی **محمد کاظم** مرحوم و مولانا مولوی **محمود** صاحب رح موافق خواہش حافظ **محمد حسین** صاحب حنفی پنجرانوی طبع کیا وارد کلکتہ و حسب فرمائش جناب **پیرو میاں** صاحب حنفی کلکتوی مورخہ یکم ماہ رجب شریف ۱۳۱۷ سنہ ہجری مقدسہ علی صاحبہا الف الف تحیات

رسالہ ہذا لاہور مقابل مسجد شہری کوچہ گلگر گلی بمکان حکیم محمد بخش صاحب حنفی اور کلکتہ منشی بازار محلہ دہن پوکھر حیات خان لین نمبر ۱ مسجد کے گنبد کے پیش امام حافظ محمد حسین صاحب حنفی سے ملسکتا ہے۔

در مطبع محمدی پریس لاہور طبع شد

نعت شریف ... ہمیشہ ... نصیب ... عشق ... من

میرزا گو این چہ غوغا در جہان انداختی + طرفہ دیگر شور در کون و مکان انداختی

شورشے در روزگار انس و جان کمی پدید + آتش در خرمن پیر و جوان انداختی

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

غم احمد میں کہاں نیند کا آنا مجھکو — دل لگا کر نہ ملا آنکھ لگانا مجھکو

جذبۂ عشق محمد میں کمان قامت ہوں — کرتے ہیں تیر ملامت کا نشانہ مجھکو

کھل گئی آنکھ اونہیں دیکھتے ہی خواب میں آہ — بخت بیدار وہی خواب دکھانا مجھکو

روز کہتی ہے اڑانے کو مدینے کیطرف — آج باتوں میں صبا تو نہ اڑانا مجھکو

کشتگان نگہ لطف جو پوچھے جائیں — پیاری آنکھوں کے اشارے سے بتانا مجھکو

دل میں غم آپکا ظاہر ہیں الم دنیا کا — ہر بہانہ سے غرض اشک بہانا مجھکو

التجا آپسے حافظ کی ہی یہ مولا — حشر کے روز کہیں بھول نہ جانا مجھکو

روز محشر میں اوٹھوں خواب عدم سے جبدم — جلوۂ ذات مقدس کا دکھانا مجھکو

بن رہا درد جدائی سے قمر شکل ہلال — غیرت شمس ضحیٰ چہرہ دکھانا مجھکو

حمد و صلوٰۃ کے بعد خوشہ چین علمائے راسخین متعلم شیخ محمد قمر الدین ابن مولوی عمر الدین مرحوم بن مولوی کرم بخش مغفور حنفی لاہوری مسلمانان حنفی المذہب باانصاف کیخدمت عالی میں عرض پرداز ہے کہ خدا تعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے ۔ قُل یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ ہَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ اَوْلِیَاءُ لِلّٰہِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ط یعنے فرمادو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اے گروہ یہود اگر تمہارا یہہ گمان ہے کہ (سوائے مردمان عرب اور عجم کے) تم خدا تعالے کے دوست ہو تو تم موت کی آرزو کرو اگر تم اپنے اس گمان میں سچے ہو (تاکہ اوس کرامت کو پہنچو جو خدا تعالے نے اپنے دوستوں کیواسطے مقرر فرمائی ہی پس جب خدا تعالے نے شناخت اپنی دوستی اور کرامت عظمی کو پہنچنے کا سبب آرزوئے موت فرمایا ہے تو ہر مسلمان کو تمنائے موت اور باایمان اپنے مرنے کیلیے جناب باری میں دعا مانگنی چاہئے

تاکہ وہ جلدی اس قید خانہ دنیا سے نجات پاکر حضور خدا مین پہنچے۔ اور کرامت و قرب الٰہی سے ممتاز ہووے۔ بنا برین معلوم ہوا کہ موت ہی ایک ایسی چیز ہے جو بندی اور خدا تعالٰے کے بیچ مین حائل ہے جس نے دربار ایزدی مین آدمی جانے سے رُکا رہتا ہے اور سب سے اعلے درجہ کی موت شہادت ہے کہ اسمین بہت بڑی لذت بہری ہوئی ہے جو ہر ایک کو نصیب نہین ہوتی اسلئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ نے اپکی خود خواہش و آرزو کرکے دعا کے بعد یہ فرمایا کہ بہلا یہہ بات اب ہمکو کیسے میسر ہوگی کیونکہ اسوقت تمام روئے زمین پر اسلام پہیلا ہوا ہے۔ اور صحابۂ کرام سب شہادت پا چکے ہیں ادہنون نے اس لذت کبرای کے مزے اڑالئے۔ اب ہم کیا بناوین اور کسطرح اس درجے اور لذت کو حاصل کرین اسلئے کہ اب اس موجودہ وقت میں کافر بہی کہیں نہیں ہیں اور اگر ہیں بہی تو وہ مسلمانون کی باجگذار اور مطیع و فرمانبردار ہین۔ ہم کس سے لڑین اور کیا تدبیر کرین کہ اس نعمتِ عظمٰی مرتبۂ شہادت سے ہم بہی مشرف ہووین تو خدا تعالے نے آپکی اس دعا اور آرزو کو قبول فرمایا اور یزید کا یہہ ایک ظاہری سبب آپکی تمنا اور التجا کیلئے بنا دیا جس سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اس میدان کربلا والے معاملہ یعنے واقعہ شہادت کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ نے جناب باری مین خود تمنا اور التجا کرکے اپنی مرضی اور خوشی سے حاصل کیا ہے تو پہر اسپر رونا پیٹنا اور اعتراض و انکار کرنا عبث اور بالکل بے فایدہ ہے کیونکہ جب یہ واقعہ عظیمہ آپکی تمنا اور التجا کا نتیجہ۔ اور یزیدیون کا باعثِ دوزخ اور کوفہ مین آپکو بلانیوالوں کی روسیاہی کا سبب۔ اور بے شرع حاکم اور حبس دنیا سے غلامی پانے کا موجب اور آپکی ثابت قدمی و استقلال کا ثبوت اور پیشین گوئیون کا مصدق اور معراج الٰہی کا زینہ۔ اور جناب باری کی رضا اور بقا کا سچا معیار اور محبت ایزدی کا اعلے نشان۔ اور وصال محبوب حقیقی کا ذریعہ تہا۔ تو وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَقْضِيًّا کے موافق حضرت امام ہمام سید الشہدا کو مرتبۂ شہادت اور حُلّۂ کرامت ضرور ملا ہے۔ جو بطرق متعدد و کتب کثیرہ سے ثابت ہوکر تواتر کو پہنچتا ہے جس سے عدم ثبوت شہادت کا دعوی بالکل باطل و غافل ہے۔

میدان کربلا مین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی شہادت کا واقعہ ایک نہایت خیز اور حیرت انگیز ہے کیونکہ مُہتم بالشان اور حادثہ عظیم مثل دیگر واقعات کے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی شہادت کا بہی ایک واقعہ ہے اور آپکے ادن بہتر اصحاب سے جو حقیقت مین فرشتہ سیرت تہے وہ شجاعت ظاہر ہوئی جس کے مقابلہ میں رستم کا ذکر کرتے ہوئے بہی شرم آتی ہے اسلئے کہ یہہ ہر ایک بہادر تن تنہا طالب رضائے مولا صرف اپنی ظاہری طاقت کیساتھ دو ہزار بلکہ اس سے بہی زیادہ آدمیون کے مقابلہ کو بس تہا چنانچہ کتب تواریخ مین حضرت عمر و جناب علی و حضرت خالد و ابن ابی وقاص و حضرت عکرمہ اور خولہ وغیرہ رضی اللہ تعالٰے

عنہم تن تنہا دلاوران اسلام کے فتوحات اور معرکہ آرائی بخوبی مسطور و مذکور ہے - جنکی اولوالعزمی اور شجاعت
کا ایک عرصہ دراز تک چار دانگ عالم مین ڈنکا بجتا رہا ہے - اور جنکی بہادری اور جرأت کے سامنے اقوام عالم سر
بسجود رہے ہیں اور جنکی باتین اور افعال آجتک تمام جہان مین ضرب المثل مانی جارہی ہیں آج اونہین پر حملے
اور اعتراضات اور برے برے الفاظ وارد کئے جاتے ہیں غرض کہ ایسے واقعہ شہادت جانگزا مسلمہ
مسلمانون کو جسنے کل دنیا ہلادی ہے **مرزا حیرت** صاحب دہلوی نے اوسکا صریح انکار کرکے اپنی
متعدد پرچہ کرزن گزٹ میں یہہ اظہار کیا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کربلا مین شہید
نہین ہوئے بلکہ وہ اپنی جان لیکر قسطنطنیہ میں تشریف لیگئے اور وہیں کچھہ عرصہ کے بعد اونکی
وفات شریف ہوئی **جواب** مرزا حیرت صاحب کا یہ دعوی ہرگز قابل تسلیم و ماننے کے نہین ہے اول
تو یہہ دعوی خلاف جمہور اسلام ہے - دوم انکی روایات اکثر شاذ و نادر ہیں - سوم اختلاف روایات
دعوی کیلئے دلیل اور ثبوت نہیں ہوتا جب تک وہ صریح قطعی الدلائل سے ثابت نہو ممکن ہے کہ ان
نے محققون غلط اندازون ہی کی جدید تحقیق غلط اور باطل ہو کیونکہ تیرہ سو برس کے بعد صرف آج مرزا حیرت
صاحب کا واقعہ شہادت کی نسبت انکار اور خلاف کرنا کسی شمار و گنتی مین نہین ہے گو لاکھون لاطائل بیان
کرین جیسے خارجیون نے ہزارون دلائل اور خلاف بیان کرکے امام حسین رض کا فر بنے اور نہ ہوسکتے ہیں
اور نہ اونکا کہنا کسی نے مانا اور نہ وہ وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین بلکہ انہی کو کافر و خارج از اسلام کہا جاتا ہے
اسیطرح مرزا حیرت صاحب کے خلاف واقعہ شہادت چلانے اور پکارنے کو بھی کون سنے گا ور بیشک بدون
معدودے چند کوئی بھی اونکے اس خلاف کو ہرگز نہ سنے گا خواہ کیسے ہی واقعہ شہادت کے نقص اور ہزار بیان
و برہان بیان کئے جائیں - کیونکہ جب آدمی کسیکا دشمن یا مخالف ہوجاتا ہے تو اوسکا ہنر اور خوبی بھی
اوسے عیب ہی دکھائی دیتا ہے اور چند آدمیون کا مرزا حیرت صاحب کے ہم خیال اور ساتھہ ہوجانا
کچھہ تعجب اور مرزا صاحب کے تصدیق دعوی کیلئے دلیل نہین ہے کیونکہ ہمیشہ سے آجتک یہہ قاعدہ
چلا آیا ہے کہ جب کبھی کہین نئی آواز نے سنائی دی تو بہت سے کان اوسکے ساتھہ ہوجاتے ہیں
اپنی اس موجودہ وقت کی حالت کو دیکھو لوکہ مرزا قادیانی اور عبد اللہ چکڑالوی منکر حدیث شریف اور
سر سید احمد خان وغیرہ کے ساتھہ کسقدر لوگ اونکے ہم خیال اور ہم اعتقاد ہیں اور روز افزون
سادہ طبیعتین - علم دین سے بیخبر - نئی روشنی والون وغیرہ کا رجحان اور میلان اوسطرف کو ہوتا ہے
تو اس سے کیا اونکے حق ہونے اور دلائل کو سچ اور قابل عمل و اعتقاد مانا جاوے یا مانا جارہا ہے
ہرگز نہیں ایسے ہی مرزا حیرت صاحب کا بھی انکار اور خلاف واقعہ شہادت کی بابت سمجھنا چاہیے

اور بڑے لطف کی بات یہ ہے - کہ مرزا حیرت صاحب کے نزدیک بااعتبار طبیعات تو صحیح ہو لیکن
اہلسنت کی ۲۲ معتبر کتابین مرقومہ صفحہ ، کی جنمین اثبات شہادت کے آثار اور نشان
پائے جاتے ہیں اور ہمارے بزرگان دین کے اقوال واقعہ شہادت کے جانچنے اور درست ملنے مین صحیح
معیار نہ مانی جاویں جائے متعجب اور مقام غور ہے وہ حق پسند طبیعتین کہاں ہیں جو اسکو سوچیں
اور انصاف کرین اور اگر یہ کہا جاوے کہ ہر ایک مصنف نے بلا تحقیق خود ایک پر ایک نے اعتماد کرکے واقعہ
شہادت کو لکھدیا ہے تو یہ بات محض غلط اور مہمل ہے بوجہ اول تو ہمارے علماء دین اپنی ذاتی تحقیق پر بس اور یقین
کرتے جبتک کہ وہ دوسرون کو بھی ندکھا لیتے تھے جب ایسی حالت تھی تو واقعہ شہادت کا موضوع احادیث کی طرح لکھا جانا
غلط معلوم ہوتا ہے دوم یہ کہ یہاں تک ہو سکتا وہ اپنی ذاتی تحقیق سے ثابت کرکے لکھتے کیونکہ وہ دوسرون پر
اعتماد کرکے لکھنے کو حرام جانتے تھے اس قاعدہ سے بھی واقعہ شہادت غلط ثابت نہیں ہوتا ورنہ ضرور اسکا
کہیں پتہ لگتا سوم یہ کہ دوسرون کی تحقیق و تحریر پر خوب نکتہ چینی کرتے جو بہت اچھی سمجھی جاتی تھی -
چنانچہ کرزن گزٹ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ع صفحہ ۲ پر ہے کہ ہماری بزرگوں کا یہ طریقہ نہیں تھا کہ وہ اپنی
ذاتی تحقیق اور رائے کی قدر نہ جانتے تھے انہیں آنکھ بند کرکے تقلید کرنا حرام مطلق تھا ایک شخص جسطرح
غیرون کی اقوال پر نکتہ چینی کرتا تھا اوسیطرح اپنی اساتذہ کے اجتہاد و استنباط مسائل اور تحقیق پر علانیہ
نکتہ چینی کرتا تھا اور اسکی یہ نکتہ چینی علماء زمانہ کی نظرون میں نہایت محمود ہوتی تھی - انتہی اب
عرض یہ ہے کہ اگر واقعہ شہادت غلط اور باطل تھا تو اسکے لکھنے اور صحیح ماننے والون پر متقدمین یا
متاخرین نے کیون نکتہ چینی اور اسکی تردید نہیں کی تاکہ آج یہ حسینی ہوکے حسین حسین کرتا ہوا کوئی کہائی
ندیتا ورنہ حسب تحریر مرزا حیرت صاحب انکا واقعہ شہادت کی بابت کچھہ رد و قدح نکرنا خود گنہگار ہونا
ہے کہ اس غلط واقعہ کو باطل نہ ٹہہرایا کہ کل دنیا کو اونہون نے خراب اور گمراہ کیا - نعوذ باللہ منہ
اور اگر یہی بات ہے کہ صدیوں کے بعد ایک مسلمۃ الثبوت بات آئے دن جدید تحقیق کی بہانہ سے باطل
اور غلط ثابت ہو جایا کرے تو پھر دین و اسلام کا خاتمہ ہے چنانچہ اس زمانہ مین ہمارے بعض علماء خدا
انکو ہدایت دے مرہونہ چیز کے عوض مرتہن سے راہن کو فائدہ لینے اور سود وغیرہ کے جائز ہونے کا حکم دیتے
رہے ہین اور منکرین فقہ شریف اہل حدیث یعنی وہابیون کے مقابلہ مین اب منکرین حدیث اہل قرآن بھی پیدا
ہو گئے ہیں اسی طرح ایک مرزا صاحب نے تو حضرت عیسے علیہ السلام کی قبر کشمیر مین بتائی اور دوسری
مرزا صاحب نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کے مزار شریف کا پتہ قسطنطنیہ مین دیا واہ بہت خوب
کیا اچھا مقابلہ ہوا ہے اور یہہ ہر دو صاحب فی گل وا دہ ہیمون کے مصداق ہیں بس ،

کرزن گزٹ ۲۲ جولائی سنہ ۱۹۰۹ صفحہ ۵

مم
مراد اشہادون
مراد اثبات دون
و مراد اثبات دون
واقعہ شہید کا عالم
وغیرہ بلا ننے
مرد کتابین
یعنی راویون
مضمون شہادت
بابت مضمون ہے

مم
مم
سوم کتابت کتب بیحجہ
۱۲۲ تصنیف مرزا
غلام احمد قادیانی
منقول از بیش کتاب
کلمہ فضل رحمانی
بجواب اوہام غلام احمد
صفحہ ۳۸
مصنفہ قاضی فضل احمد
مطبوعہ لاہور
سنہ ۱۳۱۵ھ

پس اسی طرح کچھ مدت بعد کوی اور صاحب یا یہی حضرات کسی اور بات مین اپنی جودت طبع سے عوام الناس کی آنکھین خوب جوت بیزار اور جنگ و پیکار تک نوبت پہنچا ئینگے اور اہل حق کو خون جگر اور شربت خاموشی پلائینگے - مگر بیچارے علماؤن کو اوسکے جواب تردید مین ورق گردانی کی تکلیف اُٹھانی پڑیگی - ایسی جدید تحقیق رخنہ اندازی اور فتنہ پردازی سے خالی نہین کیونکہ کونسا مذہب اور مسئلہ فی حد ذاتہ اختلاف سے خالی ہے قرآن مجید کی ظاہر آیات آپسمین ایکدوسری آیت کے متعارض اور ضدین ہین احادیث شریف کا بہی یہی حال ہے پہر مفسرین اور فقہا و مجتہدین وغیرہم مین اختلاف ہی اور ہر ایک علم کا مسئلہ مختلف الاقوال ہے اور ترجیح طرف راجح اور مفتی بہ کو دیجاتی ہی جسپر عمل درآمد کیا جاتا ہے - اگر شیعون کی تمام کتابون مین یا کسی ایک آدہ کتاب مین صرف یہی ایک قول اَنَّ الحُسَینَ لَم یُقتَل کیا اسی کے ہم مضمون اور اقوال بہی اونکے عقاید اور مفتی بہ کیے خلاف آبہی جادین تو تعجب ہی کیا ہے ایسی مختلف روایات ایکدوسری روایت کے خلاف کتابون مین آیا ہی کرتی ہین - اگر جامع بحار و غیرہ کتب شیعون میں موجود ہی ہوں تو کیا مضائقہ ہے کیونکہ یہ عقیدہ عدم شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کے متعلق شیعون کا معمول اور مفتی بہ اور متفق اور مستند نہین ہی ہو سکتا ہے کہ اوس جملہ مذکورہ کو کسی نے پیچہے سے لاحق کر دیا ہو پہر اسپر یہ شور و غل کہ جسکی کوئی حد نہین بالکل محض بے سود ہی اسلیئے کہ یہہ جملہ اَنَّ الحُسَینَ لَم یُقتَل کہ بمنزلہ خبر احاد کے ہے جو مقابل جم غفیر محققین کے لائق عمل اور قابل سماعت و التفات نہین ہے باقی رہے سوالات اور اعتراضات سو انکی تو کوئی بات ہی نہین کیونکہ اونکا میدان بڑا وسیع اور کشادہ ہے جسقدر مخالفانہ نظر ڈالتے جاؤ اوسیقدر جس کتاب در کلام پر چاہو نکتہ چینی کرتے ہوئے چلے جاؤ - چنانچہ مخالفین اسلام اور معاندین مذہب حنفی نے قرآن مجید و احادیث شریف اور آئمہ مجتہدین اور سلف صالحین وغیرہ پر کیسے کیسے اتہام اور اعتراضات کئے ہیں - جیسے ہدایت المسلمین پادری عماد الدین اور تکذیب و خبط احمدیہ لیکہرام آریہ - او ترک اسلام عبد الغفور آریہ اور ظفر المبین محی الدین وہابی اور برہان القران عبد اللہ چکڑالوی اہل قرآن - اور تفسیر القرآن سر سید احمد خان اور تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی اور برق لامع شیعون کی وغیرہ وغیرہ شاہد حال ہے عیان را چہ بیان اور خارجیگروہ ایکسو ایک دلیل قرآنیہ سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کو کافر ثابت کرتے ہیں ان مین سے ایک آیۃ وَلَا تُلقُوا بِاَیدِیکُم اِلَی التَّہلُکَۃِ ہے اسطرح مرزا حیرت صاحب نے بہی اگر اپنی جدید

تحقیق کی بہانہ سے ایک سیدھی سادھی بات مین پیچیدگی اور الجھن ڈالدی ہے تو ہرج کیا ہے اگر ساری دنیا بھی سر پٹک کر مر جائے تاہم نام اور تذکرہ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کا عالم دنیا اور لوح سینہ سے ہرگز معدوم اور مٹ نہین سکتا کیونکہ واقعہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ ایک سچا اور صحیح واقعہ ہے جسکو تاریخ شب شبہہ نہین روک سکتی - اسلامیہ کتابون مین سے سب سے اعلے قابل عمل اور معتبر کتاب روضۃ الصفا ہے اسمین صاف لکھا ہوا ہے کہ فلان تاریخ کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ معہ اپنے خویش و اقربا کے مدینہ منورہ سے چلے اور آٹھہ محرم کو کربلا معلے مین پہنچے اور دس محرم شریف کو نماز عصر یا اس سے کچھہ پہلے شہید ہوے - اور مانند اسکے متعدد پیشین گوئیون و احادیث موقوف و حسن اور ایک خواب امام ہمام موصوف اور عینی شہادت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ اور کتب معتبرہ تواریخ و سیر و احادیث وغیرہ مثل صحیح بخاری و دیگر کتب احادیث بیہقی و طبرانی ابوداود ترمذی و حاکم ابونعیم و احمد و دیلمی و ابن عساکر و بغوی وغیرہ مسندات و معجمات اور صواعق محرقہ - و تاریخ روضۃ الصفا و تاریخ الخلفا اور روضۃ الشہدا اور نور العین فی مشہد الحسین رضی اور اصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر و استیعاب و اسد الغابہ و کتاب الآثار - و نہایۃ الاوطار - و تذکرہ خواص الامہ فتح الباری اور بعد از پشیمان ہونے اہل یزید کے بیان کرنے اور اسلامی تاریخ نویسون سے ثابت ہے اور کتب تواریخ متعلقہ واقعہ شہادت کا صدیون کے بعد لکھے جانے کے سبب کوئی مانع انپر عمل اور اعتقاد کرنے اور اونکو ماننے سے نہین روک سکتا جبکہ کتب احادیث ایک بہت زمانہ کے بعد قلم بند ہونیسے قابل عمل اور عین دین مانی جاتی ہیں - اور نیز جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہما وغیرہ راویانکی احادیث زمانہ خورد سالی کی مانی جا رہی ہین جو کتب احادیث مین موجود ہین طول کیوجہ سے اونکو یہان چھوڑا جاتا ہے جس سے ہر ذی علم ماہر ہے تو اظہار واقعہ شہادت کا از زبان فیض ترجمان حضرت امام زین العابدین بعمر ۲۲ سالہ کیونکر صحیح اور سچا نہ مانا جاوے گو مدار اسلام شہادت امام حسین پر نہین ہے تو بھی جزو فضیلت اسلام سے خالی بھی نہین ہے کیونکہ صرف نفس شہادت ماننے اور اعتقاد رکھنے سے کوئی کفر اور گناہ لازم نہین آتا جیسے حضرت خبیب اور بلال اور ابو شحمہ وغیرہ رضی اللہ تعالی عنہم کے پر درد واقعات پر اعتقاد رکھنے اور ماننے سے کوئی ممانعت اور گناہ لازم نہین آتا حالانکہ ایسے واقعات پر نہ مدار نجات موقوف ہے اور نہ وہ جزو اسلام ہیں لیکن وہ واقعہ شہادت خلاف شرع جو ایک قبیح صورت اور بدشکل ہیئت مین آج دنیا کو دکھایا جاتا ہے وہ البتہ منع اور اوسکا ماننا گناہ اور اصرار اوسپر کفر ہے - اور علمائے متقدمین و متاخرین نے ایک ذرہ مسئلہ پر تحقیقات اور جان فشانیان کی ہیں

جسکے بیان سے قلم دوزبان عاجز ہے جسکی تنقیحات کی صفحے کے صفحے لکھے ہوئے بیان حال سے بول رہے ہین کہ ہمارے بزرگون نے آنکھ بند کرکے تقلید اور ایک دوسرے کی تحریر و تحقیق پر اعتماد و اعتقاد کرنا حرام مطلق جانا ہے جبتک وہ بذات خود اس امر مین خوض نہ فرمالیتے تب تک وہ نہ اوسکو اپنی بیاض مین لکھنے اور نہ اوسپر عمل کرنے کی اجازت دیتے اور بے سروپا من گھڑت باتون اور ڈھاہی قصون ساختہ بیہودہ کو اصول مذہب بننے دیتے تھے کیونکہ خدا تعالی اون فرضی قصون کے بنانیوالے ہی ساتھ ساتھ ہی پیدا کرتا رہا جو اسی غرض کیلئے ہر صدی مین ایک آدھ مجدد کا ظہور ہوتا رہا ہے بطلان شہادت کی بابت کسی نے کہیں اشارہ تک بھی نہین کیا کہ یہہ واقعہ شہادت جسکی دردناک آواز ہر ایک کان مین جا رہی ہے وہ غلط اور موضوع ہے حالانکہ علماء حق نے کتب موضوعات بھی لکہی ہین مگر وہان بھی اسکے عدم ثبوت کی بابت کوئی نشان نہین پایا جاتا جیسے موضوعات الکبری ملا علی قاری رح وغیرہ کی بنا برین روایات حدیث و پیش گوئی متعلقہ واقعہ شہادت کو غلط اور موضوع کہنا بیسود اور منزل مقصود سے کوسون دور ہے اور کتب اسلامیہ سیر و احادیث اور تواریخ اور علمائے متقدمین و متاخرین اہل سنت جماعت اور محققین و مجددین کا واقعہ شہادت کو غلط اور موضوع بتانے کی نسبت ایک حد تک خاموش رہنا اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ واقعہ شہادت کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہین کیونکہ خبر شہادت کا تواریخ سے متواتر ملنا واقعہ شہادت کو صحیح بتاتا ہے اسلئے کہ خبر تواتر سے ہی ہر شخص اپنے باپ کا ثبوت دے سکتا ہے اور صدیون کی بعد اسطرح بے بنیاد اختلاف و انکار سے جسکو تواریخ اور حدیث سے کچھہ بھی مس نہین تواتر نہیں ٹوٹتا جیسے خلافت اصحاب ثلثہ و معراج شریف متفقہ منیفہ و حدیث شریف و شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عذاب قبر اور وجود شیطان اور جن وغیرہ باوجود اختلاف انکار اہل قرآن اور اہل تشیع و نیچر و معتزلہ اور وہابیان کے ہر صدی مین آجتک تواتر فسخ نہوکر صحیح قابل عمل و اعتقاد اور جزو ایمان بلکہ عین ایمان و اسلام مانا جاتا ہے ورنہ ایسے بہت نظایر کا اسلام مین برائے نام بھی باقی رہنا ممکن نہیں جن سے اصحاب بصیرت بخوبی ماہر ہیں کیونکہ تواتر وہ ہے کہ جسپر زبان اتفاق اہل اسلام کا چلا آوے اور اوسکا کوئی منکر نکیر نہووے اور تواتر قرن ثانی اور ثالث بھی اونکے مسلم ہون اسلئے کہ تواتر تین قسم پر منقسم ہے ایک تواتر اصطلاحی ہوتا ہے جو مصطلح فن کے یوہین دوم لغوی جو بمد لغت معلوم ہوا و سوم عرفی جسکو عرف سمجھے کہ یہ تواتر ہے یعنی ہر ایک کی زبان زد ہو کہ یہ بات سچ ہے یعنے بولی چال مین آوے اور اسکی مخالفت کذب صریح معلوم ہو اور تال سب کا ایک ہی ہی جو واقعہ شہادت کی نسبت است آتا ہے بنا برین جبکہ تیرہ سو برس سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی شہادت کی متعلق کسینے اختلاف و انکار نہیں کیا لہذا شہادت کا ہونا لازمی ہے اور یہ کچھہ ضرور نہین کہ جس واقعہ کو ہزارون لاکھون آدمی ملکر

سال سے مانتے ہون تو پھر وہ واقعہ فی نفسہٖ غلط ثابت ہو جائے جسطرح مرزا قادیانی کے اس کہنے
سے کہ مین ہی مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ آسمان پر زندہ ہیں اور نہ وہ
حسب اعتقاد مسلمانان پھر زمین پر تشریف لاوین گے جو صریح کتاب اور سنت سے باطل ہے پس باوجود
اس خلاف آواز کے سبب ہزارون آدمیون کے عقیدون پر پانی پھر جانے اور ایک مسیح مرزائی
گروہ قایم ہوجانے کے بھی کوئی اس واہی بات کے ساتھہ اتفاق نہین کرتا ورنہ حسب خیال مرزا حیرت
صاحب کہ (یہہ کچھ ضرور نہیں جس واقعہ کو ہزارون لاکھون آدمی صدہا سال سے مانتے ہون وہ واقعہ
فی نفسہٖ غلط نہو) تمام اسلامی دنیا اور میرزا حیرت صاحب کو مرزا قادیانی کا دعوی درست و سچا
اور کتاب و سنت جو اسکے خلاف ہے اوسکو غلط اور جھوٹا ماننا و اعتقاد رکھنا چاہیے نعوذ باللہ منہا
کیونکہ مرزا قادیانی نے بھی جدید طرز استدلال و عجیب و غریب تحقیق متعلق وفات اور عدم نزول عیسیٰ
علیہ السلام تیرہ سو برس کے بعد تمام دنیا کے آگے پیش کیا ہے جو مرزا حیرت صاحب کی اس تحریر
کے مطابق بھی لایق ماننے و عمل اور قابل اعتقاد و اعتبار ہے کہ (اس بات کی ضرورت نہین ہی کہ
جو عقیدہ یا خیال ہزار دو ہزار برس سے کسی قوم مین چلا آتا ہو وہ غلط نہ ہو) پس حسب ارشاد ہذا عدم
وجود ملایکہ و شیطان و جن اور حور و غلمان وغیرہ وغیرہ اعتقاد سر سید احمد خان صاحب اور انکار حجیت حدیث شریف
مولوی عبد اللہ چکڑالوی اہل قران کا بھی مرزا حیرت صاحب کو ماننا اور ہم خیال ہونا پڑے گا جو ہمون
نے بھی اپنی جدید تحقیق سے ان تیرہ سو برس کے مسلمہ مسایل و اعتقاد کو غلط ثابت کیا ہے حالانکہ تمام
اسلامی دنیا اور مرزا حیرت صاحب بھی ان ہر سہ صاحبان مذکورہ کی عقائد مسطورہ وغیرہ کے بہت سخت خلاف
اور کوسون دور ہین ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ مناسب ہے کہ مرزا حیرت صاحب اپنی اس تحریر بلا دلائل
دلائل مردودہ خیال مجوزہ سے رجوع فرمائیں جس سے برعکس ثبوت واقعہ شہادت ہی ثابت ہوتا ہے ورنہ مرزا
قادیانی اور عبد اللہ چکڑالوی وغیرہ کی جدید تحقیق دربارہ انکار حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام اور انکار
حدیث شریف کیون غلط نہین مانی جاتی اور ہزارون برس کی رائج شدہ بت پرستی اور مسئلہ قتل و صلیب
بابت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمہ یہود و عیسائی کو ایک جدید شریعت نے غلط اور باطل بتایا اور اوسکے
غلط ہونے کی شہادت خود خالق ارض و سما نے دی ہے لہذا اگر کوئی عقیدہ ایسا ہو جسے صدہا سال
سے لوگ مانتے ہون اور کروڑہا بندگان خدا کا اسپر یقین رہ چکا ہو تو اوسکی تنسیخ اور تعطیل کیلئے
جدید شریعت اور شہادت الٰہی کا ہونا ضروری ہوا۔ پس میرزا حیرت صاحب کا عدم ثبوت شہادت کی
بابت ان دونون حامیون کے بغیر منادی کرنا سراسر دعوی بلا دلیل اور بے اعتبار ہے اور ہر صدی

اور قرآن میں مرزا حیرت صاحب جیسے ہزاروں معترضین بلکہ ان سے بھی کئی درجہ بڑھکر عالم و فاضل اور
بہت ہی غائر و عمیق نظر والے بزرگان دین سلف و خلف ہر طبقہ میں گذرے ہیں مگر آجتک اس واقعہ
شہادت کو سب کا تسلیم کرنا اور کسی ایک کا بھی انکار نکرنا بمنزلۂ اجماع بلکہ خود اجماع ہو گیا اور بطلان
شہادت کے ماننے سے مخالفت اجماع کی لازم آتی ہے اور اجماع دلائل قطعیہ میں سے ہے پس شہادت
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو بھی قطعی سمجھنا چاہئے گو کوئی صاحب اونکی عدم شہادت پر شہادت
دے اور اونکی قبر کا ہونا قسطنطنیہ میں بتائے تو اس خیال کے دور کرنے کیلئے بعد از جوابات اعتراضات
مرزا حیرت صاحب اعلیٰ پیشین گوئیں اور کتب معتبرہ کیطرف نظر ڈالتے ہیں جس سے ہمارا یہہ خدشہ اور خطرہ
بالکل رفع ہو جاتا ہے اور امام ہمام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی ثبوت شہادت کا آفتاب عین الیقین
کی آنکھ سے چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور کتب محولہ کی اصل عربی عبارت بسبب طول کے عمداً چھوڑ
دیگئی ہے تاکہ اردو خوانوں کا وقت ضائع نہو اور ترجمہ بدا ہے جن اصحاب کی تسکین خاطر نہو وہ
منقول عنہ کو ملاحظہ فرما دیں اسلئے ہر کتاب کا نام لکھدیا گیا ہے۔

تکملہ اعتراض اگر واقعہ شہادت حضرت امام حسین سچا اور صحیح ہوتا تو تمام جہان میں ایک
تہلکہ اور شور برپا ہو جاتا اور ہر کوئی اپنی جان نثاری کو خوشی سے بدل و جان خود بخود حاضر ہوتا حالانکہ
بجز معدودے چند اپنے ہی خویشوں کے کوئی آپکے ہمراہ نہ تھا جنکے ساتھ آپکو کربلا میں ایک کثیر فوج
شامیوں سے سامنا کرنا پڑا جسکے ہوشربا اور دلگداز سانحہ کا اثر آج تیرہ سو برس کے بعد بھی صاف آنکھوں سے
دکھائی دے رہا ہے۔
ایک عام اور اجنبی آدمی کی از روئے ہمدردی بوقت مصیبت ایکدوسرا مدد اور حمایت کرتا ہے اور امام حسین
جو تمام جہان کے پیشوا اونکی حب و جان نثاری عین ذریعہ نجات ہی کیوں کسی نے آپکے ساتھ جانا اور اپنا جان
قربان کرنا روا نرکھا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ کربلا ایک موضوع اور غلط قصہ ہے۔

جواب بموجب آیۃ کریمہ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللهِ فتح و شکست خدا تعالی
کے قبضۂ قدرت میں ہے چونکہ واقعہ کربلا بدون شہرت اور خبر ہونے کے ناگہان آناً فاناً پیش آچکے سے بدون ارادہ لڑائی
بمجبوراً دفعتاً حضرت امام حسین کے پیش آگیا تھا جو موجب قلت مردم اور تنہائی امام حسین کا ہوا اور پھر
بھی بوقت خروج از مدینہ منورہ بہت سے آدمیوں کو آپنے بزور خود رخصت کیا اور اپنے ساتھ آنے کی انکو اجازت
نہ دی بلکہ بنی عقیل واپس گئے اور بعض زور سے آپکے ہمراہ آکر اونہوں نے اپنی جان قربان کی۔ ورنہ ایک
جہان حضرت امام حسین کے ساتھ ہو کر اپنا جان و مال قربان کرتا۔ اور یزید کا ایک آدمی بھی تلاش کرنے پر

نہ ملنا کیونکہ بعد ختم ہونے اس واقعہ کربلا کے یزید اور اہل یزید پر کیسے کیسی حملے ہوئے اور بدلے لئے گئے پھر جون
جون یہ خبر ملال اثر منتشر ہوتی گئی توں توں لوگوں کا جوش بڑہتا گیا تا آنکہ دن تک نوبت بروقت معبر
ہو جانے اس معاملہ کے ہر شخص اپنا جان و مال و اولاد قربان کرنے کو خدمت عالی میں حاضر ہونا اور اس جان نثاری
کو ایک نعمت غیر مترقبہ اور سعادت دارین سمجھکر شہادت یا لقب غازی ضرور حاصل کرتا جس سے بخوبی معلوم
ہوتا ہی کہ واقعہ شہادت سچا اور صحیح ہے ورنہ ہ عقیدہ کہ تکلیف اور شہرت پذیر نہوتا جیسا آجتک کسی فاضل
محدث اور مجتہد نے جون تک نہیں کیا - وَمَن الله عَلَيهِ البَيَانُ ہے ہمارے ہیں اسکو
یہ اختیار ہے - ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں - **سوال** حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ
تعالے عنہما کوفہ کیوں تشریف لیگئی باوجودیکہ آپ جانتے تھے کہ اہل کوفہ ذلیل کرینگے - آپ کی ترک
یاری کرینگے اور ہرگز مدد نکرینگے اور آپ خاص اسی سفر میں قتل ہو جائینگے الخ **جواب** حضرت
امیر المومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ مسجد کو کیوں تشریف لیگئے باوجودیکہ آپ جانتے تھے کہ میں قتل کیا
جاؤنگا اور اپنے قاتل اور وقت قتل اور زمانے کو بھی جانتے تھے گو اسکے متعلق کوئی خبر واقعی طور پر نہ
آئی ہو لیکن قرائن سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ آپ مجمل طور سے یہ جانتے تھے کہ میں ضرور قتل
کیا جاؤنگا جیسا خبر سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے اور ایک خبر میں یہ آیا ہی کہ آپ اپنی قاتل کو
ہی مفصل طور سے جانتے تھے پس جیسا کہ باوجود علم کے مسجد میں تشریف لیجانے سے حضرت امیر المومنین
علی رضی اللہ تعالے عنہ خودکش نہیں ٹہرتے اور نہ اس سے آپکی خودکشی پر وہ کوشش ثابت ہوتی ہی
جسکو عقل قبیح سمجھے - ایسا ہی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کوفہ اور کربلا میں تشریف لیجانے سے
مورد عتاب اور معرض اعتراض اور محل سوال نہیں بن سکتے - دوسرا **جواب** یہ ہی کہ جب اہل کوفہ نے
حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کو یزید کا خلاف شرع باتوں اور کبیرہ گناہوں اور حد سے زیادہ جور
وستم کی بابت لکھا کہ ہم آپکے جد امجد محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے
پاس تشریف لائیں اگر آپ تشریف نہیں لائینگے ہم کل خدا کے سامنے آپسے جھگڑینگے وغیرہ وغیرہ
تو اس بات کے سننے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ خدا کے خوف سے کانپ اٹھے اسلئے آپ مجبوراً
کوفہ وغیرہ کیطرف تشریف لیگئے جیسا کہ نور العینین فی مشہد الحسین سے آگے مفصل طور سے لکھا جائے گا
یہاں پر مرزا حیرت صاحب یہ فرما دینگے کہ ایسی کتابوں ہی وقعت منہ حیرت صاحب اڈیٹر کرزن گزٹ کے
نزدیک چڑا چڑیا کی کہانی وغیرہ قصوں سے زیادہ نہیں جو آپکا تکیہ کلام ہے - **جواب** جناب من اگر تاریخ
کی کتابوں کو صحیح نہ سمجھا جائے تو اگلے تمام واقعات چڑا چڑیا کی کہانی کہے جانیکے قابل ہونگے جاد ون

له
سول ملٹری گزٹ
۲۳ ستمبر ۱۹۰۶
صفحہ ۳

سے
سول ملٹری گزٹ
۲۳ جنوری ۱۹۰۷
صفحہ ۵ کالم ۳

کتابوں مین مندرج ہیں۔ سوال اور جب آپ وہان پہنچ گئے اور یہہ جان لیا کہ مجھے پانی نہین ملیگا اور آپ سے پانی کی روک ٹوک کیگئی تو آپنے گڑھا کہود کر پانی کیون نہ نکال لیا باوجودیکہ اگر آپ ایک ہاتھہ بہر کا گڑھا کہودتے تو پانی بہ نکلتا اور پہر آپنے گڑھا نہ کہودا اور اپنے لئے پانی کی اسقدر سختی گوارا کی کہ پیاسے ہی انتقال فرمایا۔ جواب اول تو آپ کو گڑھا کہودنے کی فرصت کہان تہی جو یہہ کام کیا جاتا کیونکہ اہل یزید آپکو چین اور دم نہ لینے دیتے تھے اور اگر آپ کہودتے بہی تو وہ لوگ کہودنے نہیں دیتے اور ایکدم چارون طرف سے یورش اور حملہ کرکے آپکو پریشان حال کردیتے کہ جس سے آپ ہرگز نہ کہود سکتے جیسے حضرت عباسؓ کو اونہون نے خیمہ مبارک تک پانی نہ لانے دیا باوجودیکہ حضرت عباسؓ نے کتنی کوشش کی مگر ناکامی ہوئی اور شانے مبارک شہید ہوگئے اور گڑھا کہودنے پر بہی اہل یزید از روئے عناد در شہادت اونکی مثل آب فرات احاطہ کرکے آب نوشی سے ضرور مانع آتے اور اپنی اس اصلی غرض کو کبہی ہاتھہ سے نہ جانے دیتے پہر گڑھا کہودنے سے فایدہ ہی کیا تہا جسپر ایسا لغو اعتراض کیا جائے اسلئے امام صاحب مناسب سمجہکر اور اہل یزید کا طور طریقہ دیکہکر اس کام کے درپے نہوئے اور نہ آپنے گڑھا کہودا دوم یہہ آپکو گڑھا کہودنے کی ضرورت ہی کیا تہی جبکہ آپکی انگلی مبارک میں سے پانی نکلتا تہا جسکا صاحبزادہ حضرت علی اکبرؓ کے دہن مبارک میں وقت پیاس کے رکہے جانے کی ظہور ہوا اور اہل یزید سے امام صاحب کا پانی مانگنا اور اوسکے لئے اپنے احبابوں کو بہیجنا وہ بات ظاہر اور نیز اتمام حجت کیلئے تہا کہ قیامت کو یہہ لوگ یہہ نہ کہیں کہ انہون نے ہم سے پانی مانگا تہا جو ہمنے نہیں دیا یا یہہ پانی لینے گئے تہے جو ہمنے اونکو روک دیا۔ سوال معترض صاحب کا یہہ دعوی کرنا کہ حضرت امام حسینؓ پانی کی جگہہ کو جانتے تہے اور اوسکے استعمال پر قادر بہی تہے تو کیون اپنے آپکو ہلاکت میں ڈالا اور کوئی تلاش میں کوشش نکی۔ جواب جناب من اگر آپ پانی کی مقام سے واقف بہی تہے اور پہر آپکا اوس کے درپے نہوتا عقلاً یہہ کچہہ ممتنع نہیں ہے کہ آپنے بنیت عبادت گذاری تلاش آب کی کوشش کو چہوڑ دیا ہو کیونکہ آپ اوس سے [illegible] تہے۔ ہر فرقہ اہل اسلام کے نزدیک جسقدر صحیح بخاری اول درجہ کی معتبر و مستند اصح کتاب بعد از قرآن مانی جاتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہیں اسکی حدیث موقوف سے شہادت حضرت امام حسینؓ روز روشن کیطرح ثابت ہو رہی ہے پہر اگر کوئی صاحب جان بوجہہ کر نہ مانے اور انکار و تکرار ہی کرتا چلا جائے تو اس لا مسئلم کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے چنانچہ صحیح بخاری نے جہان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے فضایل سے بحث کی ہے وہان اتنا تذکرہ اور کردیا ہے کہ جب عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک لایا گیا تو حضرت انسؓ نے جو ابن زیاد کے دربار میں موجود تہے سر مبارک دیکہکر صرف اتنا فرمایا کہ ابن زیاد جن لبون پر چہڑی کہہ رہا ہے ان لبون پر مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

لب مبارک مس کرتے ہوئے دیکہے ہیں پہر ملاحظہ ہو فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد ۳ مطبوعہ انصاری دہلی صفحہ ۹۷ ۳ پارہ ۱۴ پہر ملاحظہ فرمائے ترمذی مطبوعہ اصح المطابع لکہنو صفحہ ۵۴ جو اپنی اسی مضمون حدیث کی بابت یہہ الفاظ فرماتے ہیں۔ ہذا حسن و صحیح و غریب اب یہہ کہو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اوسوقت وہان موجود نہ تہے یا اوسوقت اونکا وہان موجود ہونا قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا تو اسکا بار ثبوت کسی معتبر تاریخ اور نوشتہ مرزا حیرت صاحب کے ذمہ ہے یا یہ اعتراض ترمذی فتح الباری اور صحیح بخاری وغیرہ پر ہے کہ اونہون نے موافق خیال آزادمان عقل و قیاس مقدوح روایت و حدیث کو کیون اپنی کتاب میں بدون تحقیق درج فرما کر اپنی اوپر غیر اعتباری اور بدنامی کا دہبہ اور ایسے جلیل القدر صحابی کی شان مین بٹہ لگایا یہہ سب کچہہ مرزا حیرت صاحب کی جدید تحقیق کا نتیجہ ہے کہ یا صحیح بخاری وغیرہ صحیح نہ رہے اور امام بخاری رح کی جانگاہ تحقیقات و علمیت اور لوگون کا صحیح بخاری کی اعتقاد و اعتبار پر ایکدم پانی پہر جاوے یا حضرت انس رضی جیسے جلیل القدر صحابی کو معاذ اللہ بے غیرت اور بے حمیت کا خطاب دیا جائے یا حضرت امام حسین کی شہادت ثابت ہو اور حضرت انس رضی کا اوسوقت اوس جگہ موجود ہو کر خاموش رہنا اور لب تک نہ ہلانا مصلحت وقت تہا اور ایک بے سامان تن تنہا نفس کو بعد از فوت مطلوب اپنی جان بچانا ہی فرض تہا اور محبت و الفت و ہمدردی کا ثبوت جو مرزا حیرت صاحب نے فرمایا ہے وہ متعلق بقلب ہے نہ ایسے بے مقصود امور مین متصور ہے۔ کاش مرزا حیرت صاحب کسی موقوف حدیث ہی سے ہی محض بطلان شہادت ثابت کرتے مگر سوائے عقلی ڈہکوسلون کے اور اون سے کچہہ نہ بن آیا سنئے کتب حدیث مین ایک پیشین گوئی ام فضل حضرت عباس رضی کی بیوی کی روایت سے بہی بیان کی گئی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی کے پیدا ہوتے حضور انور کو آسمان سے یہ اطلاع دیدی گئی تہی کہ آپکے نواسے کو آپ ہی کی امت شہید کریگی یہ پیشین گوئی ہمارے ہان صحاح ستہ مین سے صحیح مسلم نے بیہقی سے اپنی کتاب مین نقل کی ہے۔ بیہقی حدیث کی وہ کتاب ہے جسپر مسلمانون کا کلی اعتقاد و اعتبار ہے اور ایسی معتبر و مستند ہے کہ محدثین صحاح نے اوس سے حدیثین لیکر اپنی کتابون میں درج کی ہین۔ ورنہ بقول مرزا حیرت صاحب کے بیہقی وہ کتاب ہے جسنے تمام جہان کی موضوع اور ضعیف حدیثین اپنے ہان جمع کی ہین اگر ایسا ہوتا تو اصحاب صحاح اونکو اپنی کتابوں میں درج نہ فرماتے اور وہ تمام جہان مین مقبول عام ہوتیں۔

بصدق و ارادت میان بستہ دار	ز طامات و دعوے زبان بستہ دار
قدم باید اندر طریقت نہ دم	کہ اصلے ندارد دم بے قدم
بزرگان نعمت صفا داشتند	چنین خرقہ زیر قبا داشتند

مرثیہ شہادت

ہائے دیکھا یہ زحیرت کا تم نے یہ غضب
شرم دنیا ہے کہاں انکو کہاں ہی خوف رب
کیا نیا اس نے نکالا اپنی شہرت کا سبب
ہے جو انکار شہادت کام اُسکا روز و شب

یہ مضمون ہی کو نہین اُسنے کیا اندوہگین (شیعیہ ۱۲)
اہل سنت کا تو ہم سے بدل ڈالا ہی یقین

ایک مرزا نے بھر الکھر مین مسیحائی کا دم
تیسرے مرزا ارشیع الدین صاحب بیش و کم
دوسرے نے پکڑا انکار شہادت پر قلم
انکے بھی اٹھنے لگے تائید حیرت مین قدم

اپنے ہی جسمونکی پھوڑی پھوٹ نکلی ہیں یہ سب
یہ حبیب جن کا ہو گیا تکلیف عالم کا سبب

پوچھتا ہمدان تم سے مین سچ سچ بتاؤ میرزا
کون ہو تم اور ہم سی ہی تہیں پُرخاش کیا
تم نے کیون صدیونکی شیرازہ کو برہم کر دیا
ایسے جھگڑو نسے بتاؤ تم کو ہے کیا فائدا

فتنۂ خفتہ کو کیوں تم نے جگایا مہربان
اور اس پر زور اتنا الحفیظ و الامان

پہلے اس سی تھا تمہارا ایک سیدھا سا بھاؤ
صاحب اخبار بنکر کیا ہوا تم کو بتاؤ
بحث سی بھی کچھ غرض اور تھا نہ جھگڑو نسی لگاؤ
چڑھ گیا کیونکر یکایک آپکی عادت کا بھاؤ

لارڈ کرزن اب نہین ہیں ہند کے فرمانروا
اب بدلنی چاہئے کرزن گزٹ کی بھی ہوا

ناز تم کو کس لئے ہے اس نئی تحقیق پر
آپنے کیا تیرہ مارا اسکو اب پھر چھیڑ کر
جبکہ جھگڑے ہو چکے ہیں اپنے صدیوں پیشتر
لکھنے والے لکھ گئے ہیں اس کو تم سے خوبتر

تم محقق ہو کہاں کے صرف ہو اک حاشیہ چین
بنتے کس منہ سے ہو تم پھر حامیٔ دین متین

سید والا نسب عالی ہمم حضرت حسنین
انکی عظمت ماننا ہر حال میں ہی فرض عین
جنکے نانا تھے رسول خاص رب المشرقین
واسطے انکے اگر بھر لاؤ تم بھی اپنے نین

فرق آجائیگا کیا کچھ آپکے اسلام مین

بلکہ ہو گا زور علم روح میں الہام میں

ماننے والی شہادت کی ہیں سب کیا بیوقوف
کیا عقائد انکے ہیں کمزور مٹی کے ظروف
لکھدیے ہیں بے سمجھے بوجھے کیا کروڑوں تک حروف
جن کا آسانی سے بن سکتا ہی چھلکہ ہیں مخوف

اتنے عالم مجتہد موجود ہیں اور ہو چکے
کیا یونہی بیفائدہ سب وقت اپنا کھو چکے

مسئلہ فرضی شہادت کا جو تم نے لکھدیا
تم جو کہتے ہو کہ تھا اک راز اب وہ کھل گیا
کیوں جی ایسی ہیکڑی سے تم کو کیا حاصل ہوا
سیکڑوں برسوں سے کیا سارا جہاں تھا باولا

تم نرالے سب سے پیدا ہو گئے ایسے کہ بس
کاٹ ڈالے تم نے گھر پا لیکے سارے خار و خس

پھول جانا اسقدر اس قوت تقریر پر
فوق دینا خواہ مخواہ تدبیر کو تقدیر پر
ناز کرنا حد سے زیادہ طاقت تحریر پر
مرحبا ہے یار تجھ پر اور تیرے پیر پر

پر یہاں پہ بیتکی باتیں تری سنتا ہے کون
جھرجھری آواز کے نغمہ پہ سر دھنتا ہے کون

یار من دعوی تو کرتے ہو مگر ہے بے دلیل
ایک انکارِ شہادت اور مضامین طویل
دعوئے بے بنیاد کرنا مدعی کو ہے ذلیل
اسقدر باتیں زیادہ اور مطلب بس قلیل

بس ہوا معلوم لفاظی ہے اور زور قلم
ورنہ ہوتے کچھ نہ کچھ پکے دلائل بیش و کم

ہر زمانہ میں خدا کا فضل ہے وہ فیض عام
ایسے بھی موجود ہیں اللہ کے بندے نیکنام
ایک ہی بندہ پہ جو ہوتا نہیں ہرگز تمام
جن کی آگے طفل مکتب کیطرح تم بھی ہو خام

وہ کبھی میدان میں آئے تو گھبرا جاؤ گے
حد سے باہر جسقدر ہو اتنے ہی پچھتاؤ گے

آہ این چہ حالت ست کہ عالم خراب شد
بحرِ زلال آلِ محمد سراب شد
سروِ ز بوستان ولایت ز پا فتاد
برج ز آسمان ہدایت خراب شد
چون ذرہ بیقرار از آنم کہ کربلاء
بیت الوبال کو کبئہ آفتاب شد
از یاد کربلا دل ما بیقرار گشت
وز داغ ابتلا جگرِ ما کباب شد
روئے چنانکہ بوسہ گہِ مصطفےٰ بدے
در خاک شد فتادہ و از خون خضاب شد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب امام حسین کی شہادت کی خبر دینا

ابو امامہ باہلی سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ اس لڑکے یعنی امام حسینؓ
علیہ السلام کو تم مت رلایا کرو۔ اس روز جناب ام سلمہؓ کے گھر کی باری تھی حضرت صلی اللہ علیہ
کے پاس جبریل نازل ہوئے حضرت گھر کی کوٹھری مین تشریف لیگئے اور ام سلمہ سے فرمایا میرے پاس
کسی کو مت آنے دینا ناگہان جناب حسین علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت کو دیکھکر کوٹھڑی مین
گھسنے لگے جناب ام سلمہ نے انکو پکڑکر گلے سے لگالیا۔ اور انکو اندر جانے سے روک رکھا اور انکو رونے
سے چپ کرانے لگین جب وہ بہت رونے لگے جناب ام سلمہ نے انکو چھوڑ دیا۔ اور وہ حضرت کے
پاس جاکر گود مین بیٹھ گئے جبریل علیہ السلام نے عرض کیا آپ کی امت انکو عنقریب قتل
کرے گی اور ہاتھ بڑھاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑی سی مٹی دی اور کہا وہ ایسے مکان
مین شہید کیئے جائینگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب حسینؓ کو گود مین لیئے ہوئے نہایت
غمگین برآمد ہوئے جناب ام سلمہ نے خیال کیا کہ شائد حضرت جناب حسینؓ کے اندر جانیسے ناراض ہوئے ہین
وہ عرض کرنے لگین یا نبی اللہ مین آپکے قربان ہوجاؤن حضور نے ہمین فرمایا تھا کہ اس لڑکے کو
مت رلایا کرو اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ کسیکو میرے پاس گھر مین مت داخل ہونے دینا جب جناب امام حسینؓ
تشریف لائے تو مینے انکو روک رکھا تھا حضرت نے جناب ام سلمہ کو کچھ جواب ندیا اور صحابہ کے پاس
تشریف لائے سب صحابہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت نے اُنسے فرمایا تحقیق میری امت انکو شہید کریگی
صحابہ مین حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے حضرت نے انکو دکھا کر فرمایا
کہ جہانپر یہ شہید کیئے جائینگے وہان کی یہ مٹی ہے + اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند ابی
امامۃ الباھلی - انس بن حارث کہتے ہیں کہ مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا ہے کہ یہ میرا بیٹا یعنے امام حسینؓ عراق کی زمین مارا جائیگا جسکو کہ کربلا کہتے ہیں -
پس جو شخص کہ تم مین سے وہان موجود ہو اسکو چاہیئے کہ اسکی مدد کرے - پس انس بن حارث
امام حسینؓ کے رکاب سعادت مین نکلے اور وہان شہید ہوگئے۔ (اخرجہ ابن السکن والبغوی
وابن مندہ وابو نعیم وابن عساکر) جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کہ جبریل
علیہ السلام نے مجھکو خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؓ طف کی زمین مین مارا جائیگا اور یہ مٹی

مجھکو لاکر دکھائی گئی ہے۔ کہ اسمین انکی قبر ہوگی (اخرجہ ابن سعد والطبرانی) ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب مین تشریف لائے اور اسوقت حضور کے پاس جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین جبریل تشریف رکھتے تھے حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور سے عرض کیا کہ انکو آپکی امت مار ڈالیگی اور اگر آپ چاہین تو مین اس زمین سے خبر دے سکتا ہون جسمین کہ وہ شہید ہونگے اور جبریل نے اپنی ہاتھ سے طف عراق کی طرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی وہان کی آپکو دکھائی (اخرجہ البیہقی) ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھکو جبریل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری امت اس میری بیٹے حسین کو عنقریب قتل کریگی اور مجھے سرخ مٹی وہان کی لادی ہے (اخرجہ ابوداؤد والحاکم) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آج میرے پاس ایک فرشتہ آیا ہے جو آگے اس سے کبھی نہین آیا تھا کہنے لگا بہ تحقیق آپکا بیٹا حسین شہید ہونے والا ہے اگر آپ چاہین تو جس زمین مین وہ قتل ہونگے اسکی مٹی حضور کو دکھاؤن پس سرخ مٹی مجھے نکالکر دی (اخرجہ احمد) معاذ بن جبل کہتے ہین کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مجھے حسین کی شہادت سے خبردار کیا گیا ہے اور مجھکو اسکی مٹی دکھائی گئی ہے اور اسکے قاتل کی خبر دی گئی ہے (اخرجہ الدیلمی) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مینھ کے فرشتے نے پروردگار عالم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیئے اذن مانگا خداوند تعالی نے اسکو اذن دیا اسدن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ام سلمہ دروازہ بند کردے تاکہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے اتنے مین جناب حسین تشریف لائے اور دروازہ کو دھکیل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کود پڑے حضور انکو چومنے لگے فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ ان سے محبت رکھتے ہیں آپنے فرمایا ہان اس نے عرض کیا کہ آپ کی امت انکو قتل کریگی اگر آپ چاہیں تو مین آپکو وہ مکان دکھاؤن جہان آپ شہید ہونگے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ جگہ دکھائی اور حضور کو نرم مٹی یا خاک وہان کی لاکر دی پس اس مٹی کو جناب ام سلمہ نے اپنے کپڑون مین رکھ لیا البغوی نے معجم میں اور ابو حاتم نے اپنی جامع صحیح مین اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین اس حدیث کو روایت کیا ہے اور امام احمد نے بھی اسیطرح سے روایت کی ہے اور ملا نے اپنی سیرت مین اس حدیث کو کسیقدر زیادتی سے روایت کیا ہے کہ جناب ام سلمہ رضی روایت کرتی ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر

سرخ مٹی مجھکو دی اور کہا یہ مٹی اُس زمین کی ہے کہ جہان وہ شہید ہونگے پس جبکہ یہ خون ہجائے
تمنے جان لینا کہ وہ قتل ہو گئے ہین جناب ام سلمہ کہتی ہین کہ مینے اسکو ایک شیشی مین رکھ لیا اور مین
اسکو لوٹ پوٹ کرتی رہی ایکدن جو مینے اسکو لوٹا تو وہ خون ہو گئی تھی + اخطب الخطبا ابلغ البلغا
اصبغ بن بناتہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر علیہ السلام کی رکاب سعادت مآب مین موضع قبر حسین
علیہ السلام پر گذرے جناب امیر علیہ السلام فرمانے لگے یہ انکے اونٹون کے بیٹھنے کی جگہ ہے یہ انکے
اسباب کی جگہ ہے یہ انکے خون کے بہنے کی جگہ ہے۔ ایک گروہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میدان
میں شہید ہوگا انپر آسمان اور زمین روئینگے۔ (اخرجہ الملاء و ابو نعیم) شعبی رحمۃ اللہ
علیہ کہتے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کو آرہے تھے انکو خبر لگی کہ جناب حسین علیہ السلام نے عراق
کیطرف توجہ فرمائی ہے وہان سے سفر مین آملے اور دو تین منزل تک انکے ساتھ رہے پس کہنے لگے اللہ تعالے
تعالے نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان دنیا اور آخرت کے مختار کیا ہے پس حضور نے آخرت کو
اختیار فرمایا اور آپ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہین آپ لوگون مین سے کسی ایک
کو بھی دنیا نہین ملیگی اور خدا تعالے نے آپسے جو کسی کو نہین پھیرا یا مگر ایسی چیز کیلئے جو آپکے
لئے بہت بہتر ہے آپ یہان سے واپس تشریف لیچلین آپنے انکار کیا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے
کہا مین وداع ہوتا ہون شہید سے (اخرجہ البیہقی) جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ
مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا روتے ہوئے اور سر اقدس اور ریش
مبارک غبار آلودہ مینے وجہ استفسار کی آپنے فرمایا ہم ابھی قتل حسین پر سے آرہے ہین
جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جناب حسین
علیہ السلام کا قاتل آگ کے ایک صندوق مین ہوگا اسپر نصف اہل نار کا عذاب ہوگا
راس جالوت کا بیان ہے کہ مین ہمیشہ سنا کرتا تھا کہ کربلا مین کسی نبی کا بیٹا قتل کیا جائیگا
اسواسطے جب مین کربلا مین پہنچتا تو ادب کی وجہ سے اپنے گھوڑے کو جلد وہان سے چلا کر
لیجاتا حسین علیہ السلام کے شہید ہونے کے بعد بھی مین اسی طرح وہان سے گذر کرتا
اخرجہ الطبرانی فی الکبیر۔

(اخرجہ [illegible] والحاکم والبیہقی [illegible])

(اخرجہ ابو نعیم [illegible] والحاکم فی المستدرک والذہبی فی التلخیص)

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا بیان

علامہ ابو اسحاق اسفرائنی اپنی کتاب مسمی نور العین فی مشہد الحسین مین لکھتے ہین کہ ایکدن

جناب امام حسین علیہ السلام اپنے گھر مین بیٹھے ہوئے تھے کہ کوفہ کے ایک عورت نے دروازہ کھٹکھٹایا۔
جناب امام حسین نے فرمایا دروازہ پر کون ہے عرض کیا گیا اہل کوفہ کا ایک ایلچی ہے آپنے اُسکو اندر
داخل ہونے کا اذن دیا اس نے داخل ہوکر جناب امام کو ایک خط دیا آپنے اسکو لیکر پڑہا دیکھا کہ وہ خط اہل
کوفہ کیطرف سے ہے اسمین لکھتے ہیں یا امام حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے آپکو معلوم ہوگا۔
کہ یزید بن معاویہ نے ظلم اور جور اور بے گناہون کو قتل کرنا اور لوگون کی مال کا لوٹنا شروع کیا ہے
اور سرکشی اور تمرد کو اختیار کیا ہے ہر طرف اسکا ظلم پھیل گیا ہے۔ بری باتوں کیلئے حکم کرتا ہے اور
اچھی باتون سے باز رکھتا ہے شراب پیتا ہے خدا سے نہیں ڈرتا تمام شہرون مین برائیون کو پھیلا ماہی
ظلم و جور کو بالکل ظاہر کر رکھا ہے یا ابا عبد اللہ ہم پہلے قریب ایک ہزار خط کے آپ کیخدمت میں
بھیج چکے ہیں۔ ہم آپکی تشریف آوری کیلئے عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم آپکی
یزید کے مقابلہ مین مدد کرینگے آپ اپنی باپ دادا کی خلافت کو لیلیں کیونکہ خلافت آپکا اور آپکے والد
بزرگوار کا حق ہے نہ یزید اور اسکے باپ کا آپ ہم پر اپنے اہل بیت میں سے کسیکو والی کر کے بھیدیں ہم
آپکے جد امجد محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیکر عرض کرتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اگر
آپ تشریف نہین لائینگے ہم کل خدا کے سامنے آپسے جھگڑینگے ای ہمارے پروردگار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ہمپر ظلم کیا ہے اور ہم میں ظلم اور جور کو روا رکھا ہے آپ خدا کو کیا جواب دینگے اور اللہ کے حقوق تیرہ
کیونکر چھوٹ گئے جب جناب امام حسین علیہ السلام نے خط کو پڑہا آپکے بدن مبارک پر رونگٹے کھڑے ہو
گئے خدائے پاک کے خوف سے (انتہی) عمار بن معاویہ ذہبی کہتے ہیں کہ مینے جناب ابو جعفر محمد بن علی
بن حسین علیہ و علی آبائہ السلام سے عرض کیا کہ آپ مجھے جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر اسطرح
سے بیان کرین کہ اسکی تصویر میری آنکھوں میں پھر جائے آپ نے ارشاد کیا کہ جب امیر معاویہ مر گیا ان دنون میں
ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مدینہ کا حاکم تھا۔ اس نے جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیطرف یزید کی بیعت
کرنیکے لئے پیغام بھیجا آپ نے فرمایا مجھے مہلت دی اور نرمی کر اس نے مہلت دی آپ مکہ معظمہ مین
تشریف لے گئے آپکے پاس کوفیوں کی خط پہونچے کہ ہمنے آپکی وجہ سے اپنے آپ کو یزید کی بیعت سے روک رکھا ہے
اور ہم حاکم کے ساتھ نماز جمعہ مین شریک نہین ہوتے آپ ہمارے پاس اپنا آدمی اپنے گھر کے لوگون مین سے بھیدین
ان دنون نعمان بن بشیر الانصاری کوفہ کا حاکم تھا۔ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکے پاس مسلم رضی اللہ عنہ کو بھیجا
اور فرمایا کوفہ کیطرف جاؤ اور دیکھو یہ کیا لکھتے ہیں اگر سچ ہے تو ہم کوفہ مین آئین مسلم رضی اللہ عنہ وہان سے مدینہ
طیبہ میں آئے اور وہان سے دو رہنما اپنے ساتھ لیکر بیابان کیطرف نکلے۔ پیاس کیوجہ سے ایک رہنما مر گیا

ظلم اور جور کو صاف لکھ دیا یعنی ظاہر کرتا ہے کسی کی تنگ کرنے مین خدا سے خوف نہین کرتا عمل کو غیرت پوشیدہ +

اور مسلم کوفہ مین پہونچ گئے اور عوسجہ نامی ایک شخص کے گھر مین فروکش ہوئے جب کوفیون کو انکی تشریف
آوری کی خبر ہوئی تو جوق جوق انکی خدمت مین آنے لگی اور ان مین دس ہزار آدمی نے بیعت کی ایک
شخص یزید کی ہوا خواہون مین سے نعمان بن بشیر سے کہنے لگا تو ضعیف ہی اسلئے شہر بگڑ گیا ہے
نعمان بن بشیر نے کہا اگرچہ مین خدا کی طاعت مین ضعیف ہون لیکن مین اسکو اس سے بہتر سمجھتا ہون
کہ خدا کی معصیت مین قوی ہون مینے کبھی کسی کی پردہ دری نہین کی اس آدمی نے یہ ماجرا یزید کو
لکھہ بھیجا یزید نے اپنے غلام سرجون سے مشورہ کیا اسنے رائے دی کہ اسوقت کوفہ کی حکومت کے لئے
ابن زیاد ملعون سے کوئی زیادہ لائق نہین یزید نے اسکو بصرہ سے معزول کیا ہوا تھا یزید نے اس کو
خط لکھکر خوشنود کر لیا اور اسکی حکومت مین کوفہ کو اور بڑھا دیا اور حکم دیا کہ کوفہ مین پہونچکر مسلم کو تلاش
کری اگر وہ ہاتھ لگ جائیں تو مار ڈالے۔ ابن زیاد اہل بصرہ کی سامنے کوفہ روانہ ہوا۔ اور لباس بدلکر رات
کے اندھیری مین داخل کوفہ ہوا۔ کسی آدمی کے پاس سے نہین گذرتا تھا کہ وہ اور اہل مجلس اسکو جناب
امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ گمان کرکے السلام علیکم یا ابن رسول اللہ نہین کہتے تھے ایو خیال کرتے تھے کہ جناب
امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لے آئے ہین جب ابن زیاد قصر دار الامارہ مین اترا اس نے اپنے ایک غلام
کو تین ہزار درہم دیئے اور کہا جا کر اس شخص کو تلاش کر کہ جسکی اہل کوفہ بیعت کرتے ہین اور اسکے پاس
پہونچکر یہ جتلا کہ مین حمص سے آیا ہون اور یہ روپیہ اسکو دیدے اور اسکی بیعت کر وہ غلام اسیطرح سے ہر ایک
سے بملائمت پوچھتا پہرتا رہا یہانتک کہ اسکو ایک بزرگ کے پاس لیگئے اس نے اسکے پاس اپنا حال بیان کیا۔
وہ بزرگ بولا کہ مجھے مسرت حاصل ہوگی جبکہ تجھے اور مجھے اللہ تعالےٰ ہدایت دیگا۔ ہمارا کام ابھی پختہ
نہین ہوا ہے پھر اسکو مسلم کے پاس لے گیا اور اس نے بیعت کی اور وہ مال انکو دیدیا وہان سے نکلکر ابن زیاد
کے پاس آیا اور خبر بیان کی جب ابن زیاد کوفہ مین آیا تھا تو اسوقت مسلم عوسجہ کے گھر سے ہانی بن عروہ مرادی
کے گھر مین چلے گئے تھے۔ ابن زیاد لوگون سے کہا کرتا تھا کہ ہانی کا کیا حال ہے وہ میرے ملنے کو نہین آتا۔
پس محمد بن اشعث اکابر اہل کوفہ کے ساتھ اسکے پاس گیا وہ اسوقت اپنے گھر کے دروازہ پر تھا اس کو
کہنے لگا امیر تجھے یاد کرتا ہی اور تیری نہ ملنے کی وجہ پوچھتا ہی وہ اسکے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوکر ابن زیاد
کے پاس گیا ابن زیاد کے پاس اسوقت قاضی شریح بھی موجود تھا جب اس نے ابن زیاد کو سلام کیا
ابن زیاد بولا اے ہانی مسلم کہان ہیں وہ کہنے لگا مین نہین جانتا ہون ابن زیاد نے اس غلام
کو دیکھا ابن زیاد کی سامنے زمین پر گر گیا اور کہنے لگا ای امیر مینے مسلم کو اپنے گھر مین نہین بلایا وہ
خود آگیا ہے ابن زیاد نے کہا اسکو میرے پاس لا وہ کسمسایا لوگون نے اسکو پکڑکر نزدیک کیا ابن زیاد نے

چھڑی سے اسکو مارا اور اسکے قید کرنے کا حکم دیا جب یہ خبر انکی قوم کو پہونچی قصر دارالامارت کے دروازہ پر اکٹھے ہو کر آئے جب ابن زیاد نے جھگڑا سنا قاضی شریح سے کہا کہ نکلکر انکو کہدے کہ مین نے ہانی کو اسلئے بند کیا ہے کہ اس سے مسلم کی خبر پوچھون مجھ سے کوئی تکلیف انکو نہین پہونچیگی۔ لوگ سنکر متفرق ہو گئے جب مسلم کو ہانی کے قید ہونے کی خبر لگی کوفہ کے چالیس ہزار مرد اسکے پاس جمع ہو گئے اور مسلم سوار ہوئے اسوقت قصر مین ابن زیاد کے پاس اکابر کوفہ جمع تھے اس نے انکو حکم دیا کہ اپنے اپنے قبیلہ سے باتین کر کے انکو لوٹا دو وہ انکو تسلی دینے لگے شام کیوقت مسلم کے پاس چند نفر کے سوا کوئی باقی نرہا جب اندھیرا ہو گیا تو وہ بھی جاتے رہے اور مسلم اکیلے رہ گئے رات کو راہ مین بھٹک کر ایک عورت کے دروازہ پر پہونچے اس عورت سے کہا مجھے پانی پلا اس نے پانی پلایا اور کہا ای بندہ خدا تم پریشان معلوم ہوتے ہو تمہارا کیا حال ہے آپنے کہا مین مسلم ہون آیا تیرے پاس آرام کی جگہ ہے اس عورت نے کہا ہان آپ اندر آیئے آپ اندر گئے اس عورت کا ایک بیٹا تھا جو محمد بن اشعث کی غلامی کیا کرتا تھا۔ اس نے جا کر محمد بن اشعث کو خبر پہنچائی۔ ناگہان مسلم کیا دیکھتے ہین کہ تمام گھر کا لوگون نے محاصرہ کر لیا ہے جب مسلم نے یہ دیکھا اپنی تلوار کھینچکر باہر نکلے اور جنگ کرنے لگے محمد بن اشعث نے ان کو امان دیکر ہاتھ پکڑ لیا اور ہمراہ لیکر ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ انکو قصر کی چھت پر لیجاؤ لوگون نے چھت پر چڑھا کر انکو شہید کیا اور ہانی ابن عروہ کو بھی مارڈالا اور دونو کی نعش کو لٹکوا دیا یہ خبر جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو نہ ملی جبتک کہ وہ قادسیہ سے تین میل پر پہونچ گئے آپ سے حر بن یزید التیمی ملا اور عرض کیا آپ واپس تشریف لیجاوین اور انکو مسلم کے شہید ہونے پر آگاہ کیا حضرت کے رکاب سعادت مین مسلم بن عقیل کے بھائی بھی موجود تھے۔ انہون نے کہا جبتک کہ ہم بدلا نہ لین یا قتل نہ ہو جائین واللہ ہم واپس نہین جائینگے۔ ابن زیاد نے انکے لئے فوج تیار کی ہوئی تھی جو اُن سے کربلا مین آملی اس فوج کا امیر عمر بن سعد ابن ابی وقاص تھا ابن زیاد نے ری کی حکومت کا اس سے وعدہ کیا تھا کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے جنگ کرنیکے بعد اس ملک کا اسکو حاکم کیا جائیگا جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے اس سے بیان فرمایا کہ تین باتون میں سے ایک بات کو اختیار کر کے یا تو ہمین کسی قلعہ تک پہونچ جانے دے۔ یا ہم مدینہ طیبہ کو لوٹ جائین یا ہم کو یزید کے پاس پہونچا دے عمر بن سعد نے پچھلی شرط کو قبول کیا اور ابن زیاد کو لکھ بھیجا ابن زیاد نے جواب مین لکھا مین قبول نہیں کرتا حسین کا ہاتھ میری ہاتھ مین دیا جانا چاہیئے جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے اسکو قبول نہ فرمایا بات پر جنگ شروع ہو گئی اور آپ کے ساتھ تمام آپکے اصحاب شہید ہو گئے ان مین آپکے

اہل بیت کے تہ وجوان تھے آپ سب سے آخر مین شہید ہوئے آپکا سر قدس ابن زیاد کے پاس لائی ابن زیاد نے اسکو اور آپکے اہل بیت کو یزید کے پاس بھیجدیا ان مین جناب علی بن حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی تھے اور جناب کی پہوپھی حضرت زینب بنت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا بہی تہین یزید نے انکو مدینہ منورہ مین بھیجدیا (اصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر) جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کو سنان ابن انس نخعی نے قتل کیا ہی بعض یہ کہتے ہین کہ بنی مدحج کے ایک آدمی نے بعض کہتے ہین شمر بن ذی الجوشن نے قتل کیا ہے اور شمر برص وار تہا اور خولی بن یزید الاصبحی آپکا سر قدس نیزہ پر چڑہا کر ابن زیاد کے پاس لایا تہا (استیعاب) ہلال بن نافع کہتا ہے کہ مین عمرو بن سعد کے پاس کہڑا ہوا باتین کر رہا تہا کہ ایک چلاتا ہوا آیا ای امیر بشارت ہو حسین رضی مارے گئے ہلال کہتا ہے خدا کی قسم ہے مینے کسی قتیل کو خون مین لتہڑا ہوا انکی مانند نہین دیکھا اور باوجود اسکے چہرہ کا نور وجمال آسمان کیطرف صعود کر رہا تھا پہر مینے انکی جسد اطہر کے زخمون کا شمار کیا جو تلوارون سے اور نیزون سے اور تیرون سے لگی تھی کل اکیسویس زخم تھے + (نور العین فی مشہد الحسین رض) جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت سنہ ۶۱ اکسٹھہ ہجری کے ابتدا مین جمعہ کے دن ہوئی ہے اور بعض کہتے ہین کہ ہفتہ کے دن ہوئی ہے دسوین محرم کو کربلا کے میدان مین جو ملک عراق مین واقع ہے (اسد الغابہ) حبیب بن ثابت کہتا ہی کہ جب امام حسین رض شہید ہو گئے زید بن ارقم نے مسجد کے دروازہ مین بیان کیا ای تمنے یہ فعل کیا ہی مین گواہی دیتا ہون کہ مینے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہی کہ ای پروردگار مین ان دونو کو اور صالح المومنین کو تیرے سپرد کرتا ہون جب یہ بات ابن زیاد سی بیان کیگئی زید بن ارقم یون کہتے ہین وہ کہنے لگا یہ سبب بڑہاپے کی اسکی عقل جاتی رہی ہے انتہی المطالب الخ بحر الصحیح بخاری مین وارد ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا سر مبارک شہید ہو کر شام کو گیا تھا تو ریش مبارک مین وسمہ کا خضاب تہا از غائیۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار جلد ۴ صفحہ ۲۴۵ کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبوعہ نولکشور یازدہم ماہ رمضان المبارک ۱۳۰۰ مطابق ماہ اپریل ۱۸۸۳ء

جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر جنات کا نوحہ

حبیب بن ثابت کہتے ہین کہ بنی پریون کو جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت پر روتے سنا ہے کہ کہتی تہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انکے ماتھے کو چوما ہی انکے رخسارون مین چمک تہی انکے

مان باپ قریش کے بزرگ تھے - انکے نانا سب ناناؤن سے بہتر تھے (اخرجہ ابو نعیم) جناب ام سلمہ
رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ مینے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شب شہادت مین ایک ہاتف کہنے والے کو کہتی
ہوئی سنا ہے کہ اے جہالت سے امام حسین رض کے قتل کرنے والون تمکو عذاب اور خواری کی بشارت ہو -
تمپر لعنت ڈالی جا چکی ہے سلیمان ابن داؤد کی اور موسی اور حامل انجیل یعنے عیسی کی زبان سے
(صواعق محرقہ) حبیب ابن ثابت جناب ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کرتے
ہین کہ فرماتی تھین جب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا مینے سوا اس رات کے کبھی جنات کے
نوحہ کی آواز کو نہین سنا مینے اسیوقت سمجھا کہ میرا بیٹا یعنے حسین رض پیارا مارا گیا ہے مینے اپنی خادمہ
سے کہا کہ باہر نکل اور پوچھ اس نے مجھے خبر لا کر دی کہ وہ شہید ہو گئے ہین ۔ وہ یہ نوحہ کر رہی تھین
خبر دار ہو اے سب رونیوالی آنکھ اور سعی کر رونے مین اور میرے بعد شہیدون پر کون روئیگا
ایسے گروہ پر کہ موت انکو کھینچکر لے گئی طرف ایسے ملک اور زمانے کے ظالم بادشاہ کے ۞ اخرجہ
ابو نعیم) **اعتراض** اسکے بعد آسمان سے مرثئے خوانی کی آوازین آئین اس بات کو صاف صاف پکار کے
کہہ رہی ہین کہ اس کتاب **سر الشہادتین** کا مصنف یقینا کوئی غالی شیعہ ہے کیونکہ اہل سنت
والجماعت کی علما اس بات کا فتوی دے چکے ہین کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت پر رونا اور
ماتم کرنا یا مرثیے پڑھنا سخت مذموم امر ہے مولوی شاہ اسمعیل شہید نے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے
سنن ابن ماجہ کی روایت کے بموجب اس قسم کی قصہ کہانیون کا سلسلہ حرام مطلق بیان کیا ہے الخ جواب
اگر اس علت کے سبب صاحب سر الشہادتین غالی شیعہ ہے تو کیا ابو نعیم اور صواعق محرقہ کے اصحاب بھی غالی
شیعہ ہین جن سے آسمان سے مرثئے خوانی کی آواز دن کا آنا اور جنات کا رونا ثابت ہے بدون جزع فزع
صرف درد دل سے رونا اور آنسو بہانا ہرگز منع نہین جیسے کہ مشکوۃ میں بروایت حضرت انس رض مروی ہے کہ بوقت
وفات صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی آنحضرت سرور عالم صلعم کے آنکھون مبارک سے آنسو جاری تھے حضرت انس نے
عرض کی کہ آپ ہمکو گریہ کرنے سے منع فرماتے ہین اور خود روتے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ یہ رونا منع نہین یہ تو
رحمت ہے کیونکہ یہ تو صرف دل کو درد پہنچتا ہے اور آنکھون سے پانی جاری ہوتا ہے ورنہ خاتون جنت حضرت فاطمہ رض
وفات والد ماجد سرور عالم مین تاحیات نہ روتین یا ورخلاف شرع رونا بیشک منع وحرام مطلق ہے اور نوحہ مذکور جنات
مین سے کوئی بات خلاف شرع اور مذموم امر معلوم نہین ہوتا جسپر اعتراض کیا جائے اور مولوی اسمعیل دہلوی اہلسنت
والجماعت کی علما مین سے نہین ہین بلکہ وہ پیشوا اور رواج دہ مذہب وہابیہ ہین جنکے کفر پر علما اہل سنت والجماعت
ہی نے فتوی دیا ہوا ہے اور جمہور علما کے مقابل مین صرف اکیلے حضرت شاہ ولی اللہ کو ترجیح نہین ہو سکتی - باقی

رہا پیٹنا اور ماتم کرنا یہ تو بیشک ہر حال میں منع اور حرام ہے خواہ خلاف شرع ہو یا نہو اور جنات کا ماتم کرنا کہیں ثابت نہیں ہوا

امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سر اقدس کی کرامتیں

منہال بن عمرو کہتا ہے کہ واللہ میں نے دیکھا کہ جب جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور میں اسوقت دمشق میں تھا سر اقدس کے سامنے ایک مرد قرآن شریف کی سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب اس آیت کریمہ پر پہونچا کہ جسکا ترجمہ مبارک یہ ہے کہ کیا جانا تو نے اصحاب کہف اور رقیم تھے وہ ہماری عجیب نشانیوں میں سے سر اقدس فصیح زبان سے بولا کہ اصحاب کہف سے میرا قتل اور نیزہ پر چڑھایا جانا زیادہ تعجب انگیز ہے + (اخرجہ ابن عساکر) **اعتراض** یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ یزیدیوں میں سے کسی نے نہ سنا - **جواب** سنا کیوں نہو گا اپنی شرمندگی اور روسیاہی کے سبب کسی کے آگے انہوں نے ذکر نکیا ایسے خاموش ہوگئے کہ گویا سنا ہی نہیں - اور نیز انکو سنانے کی ضرورت ہی کیا تھی کیونکہ وہ تو پہلے ہی سے مردود ہو چکے تھے غرض اس سے دوسرے اشخاص کو سنانا تھا کہ وہ اپنی ثابت قدمی کے ساتھ اپنے ایمان اور حب اہلبیت پر قائم رہیں یہ ظاہری فتح اور شکست دیکھکر یزید کی طرح بدبختی اور بے ایمانی کا جامہ نہ پہن لیں - ابی قبیل کہتا ہے کہ جب جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے اور آپکا سر اقدس نیزہ پر چڑھایا گیا اور وہ لوگ پہلے مرحلہ میں بیٹھکر شراب پینے لگے غیب سے ایک قلم نکلا اور اس نے خون سے یہ سطر لکھی - سہ آیا وہ امت کہ جس نے امام حسین کو شہید کیا ہے قیامت کے روز انکے جد کی شفاعت کی امید رکھ سکتی ہے ہرگز نہیں + (اخرجہ ابو نعیم) واقدی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص نے جناب امام کا سر اقدس اپنے گھوڑے کی رسی سے باندھ لیا بعد چند روز کے دیکھا گیا کہ اسکا مونہہ کالا کیا ہوا ہے - اس سے پوچھا گیا تو عرب کے سبزہ رنگ والوں میں شمار کیا جاتا تھا وہ کہنے لگا جب میں نے اس سر اقدس کو اٹھایا تو مجھپر ایک رات گذرنے نہیں پائی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی میری گردن پکڑکر بھڑکی ہوئی آگ میں دھکیلتے ہیں اور میں پیچھے ہٹتا ہوں پس آگ نے مونہہ جھلس دیا جیسے کہ تو دیکھتا ہے پھر وہ بری حال سے مرگیا - (تذکرۃ خواص الامہ)

جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کی سزا

عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص عمر بن سعد کے لشکر کا جسے ابن حوزہ کہا کرتے تھے بڑہکر کہنے لگا اے حسین تمکو
آگ کے بشارت ہو جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا تو جھوٹ بکتا ہے بلکہ مین رب رحیم اور نبی
شفیع اور مطاع کیطرف بڑہنے والا ہون اور فرمایا تیرا نام کیا ہے اسنے بتلایا نام ابن حوزہ جناب امام نے
دونون ہاتھ بلند کرکے فرمایا اے میرے رب اسکو آگ مین جلا - ابن حوزہ غصہ مین پکڑا اسکا گھوڑا
ایک نہر مین کود پڑا اسکا پاؤن رکاب مین الجھہ گیا اور گھوڑا اوچھلنے کودنے لگا وہ اس سے
گر پڑا اور اسکی ران اور قدم جدا ہوگیا اوسکا دوسرا طرف رکاب مین پھنسا رہگیا وہ پتھرون پر اور
درختون پر اسکو مارتا پھرتا تھا یہانتک کہ وہ مرگیا۔ (کامل ابن اثیر)

اُن قدرتی آثار کا بیان کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت سے ناظرین کی عبرت کے لئے نمودار ہوئے

بصرہ ازدیہ کہتے ہین کہ جب جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ شہید ہوگئے تو مینہ برسا صبح ہمارے ڈول اور
مٹکے اور ہماری ہر ایک شئے خون سے لبالب تھی (اخرجہ البیہقی وابو نعیم والطبرانی فی الکبیر)
زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھہ کو یہ خبر لگی ہے کہ جناب امام حسینؓ کے شہادت کے روز بیت المقدس
کا کوئی پتھر نہین اٹھایا گیا کہ اسکے نیچے تازہ خون نہ پایا گیا ہو + (اخرجہ البیہقی وابو نعیم والطبرانی
فی الکبیر) عثمانؓ بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند مین لکھتے ہیں کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی
شہادت پر سات دن تک برابر آسمان دنیا دیوارون کو دیکھا جاتا تھا گویا کہ وہ چادرین کسم کی
رنگی ہوئی ہین اور بہ تحقیق دنیا پر تین دن تک اندہیرا چھا گیا پھر آسمان پر سرخی نمودار ہوگئی
(صواعق محرقہ) ابن سعد اپنی طبقات مین لکھتے ہیں کہ یہ سرخی آسمان پر جناب امام حسین
رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت سے پہلے نہین دیکھی گئی . . . . سبط ابن الجوزی رحمۃ اللہ
علیہ تذکرہ خواص الامہ مین لکھتے ہیں کہ اس سرخی کے نمودار ہونیمین حکمت یہ ہے کہ غضب موجب
کو سرخ کر دیتا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالے جسم سے منزہ ہے پس اسکا غضب ان لوگون پر جنکے ہاتھ
سے جناب امام حسینؓ شہید ہوئے ہیں حمرہ افق کے پیرایہ میں ظاہر ہوا ہے - صواعق محرقہ)
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آسمان یحیی بن زکریا کے قتل پر
رو تا رہا ہے اور میرے بیٹے کی قتل سے روئیگا اور آفتاب چالیس دن تک سرخ رہیگا اور اگر اسکو اذن دیا جائے تو گر کر ختم
ہوجائیگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے سے مراد حسینؓ بن علیؓ تھے (اخرجہ الدیلمی)

اعتراض اگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر مٹی خون ہو جاتی اور آسمان سے خون برستا تو انکے مخالفون مین سے ایک شخص بھی لمحہ بھر زندہ نہین رہ سکتا تھا۔ **جواب** خدا کی قدرت سے زندہ رہ سکتے تھے جیسے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مبارک مین ٹیری اور جون اور مینڈک اور خون وغیرہ کے با فراط ہونے سے موافق اور مخالف زندہ رہ سکے تھے اسی طرح امام صاحب کے مخالفین بھی زندہ رہ سکے جنکو لوگون کی عبرت کیلئے خدا تعالے نے آہستہ آہستہ طرح بطرح کے عذاب سے مارا۔ اور جسطرح حضرت یحیی علیہ السلام کے قتل پر آسمان سے خون برسا ہے اسی طرح حضرت جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی شہادت پر بھی آسمان سے اگر خون برسا ہوگا تو اسمین محال کیا ہے جیسے ابھی بروایت دیلمی بیان ہوا ہے اور حضرت عنصری رح نے بھی اسکو بخوبی لکھا ہے

جہان را ہر گلے بر نوک خار است
وصال غنچہ بے خار جفا نیست
جہان گر گنج دارد مار با او است
گر از وے لطف جوئی قہر یابی
نہ سر وے در چمن بسنبیم نہ شمشاد

خرابی از پئے ہر نوبہار است
چراغ لالہ بے باد فنا نیست
دگر خرما ئد خار با او ست
دگر تریاق خواہی زہر یابی
کہ او از ارۂ دہر است آزاد

ان تمام بطرق مختلف متعدد روایات اور اس کل مضمون سے واقعہ شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ سچا ثابت ہو رہا ہے جو ہر ایک صاحب انصاف بے اعتساف اور ہر ذی علم بلا تعصب پر بخوبی واضح ہو گیا ہے جسکے صحیح ہونے مین کوئی شک باقی نہین رہا ورنہ بقول مرزا حیرت صاحب یہہ کل مذکورہ مستندین زمانہ آجتک جتنے گذرے ہین وہ سب کے سب احمق و نادان اور جاہل ٹہرتے ہین اور جس قدر اونکے اقوال ہین کل لغو اور مہمل اور اونکی جملہ کتابین جہوٹہ اور غیر معتبر بنتی ہیں — (استغفر اللہ منہا) **فائدہ** کرزن گزٹ کی کسی ..... بعض پرچہ مین یہہ بھی مرقوم ہے کہ اگر واقعہ شہادت کی بابت کوئی پیشین گوئی ہوتی تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ اوسکو ضرور بیان کرتے اور اپنے امر شہادت کو کبھی نہ کبھی تذکرہ فرماتے حالانکہ آپنے کبھی ظاہر نہین فرمایا کہ میری شہادت اسطرح اور فلان مقام پر ہوگی **جواب** جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کو حرم محترم مین آرام نہوا اور اونہونے اسکو چھوڑ دیا اور آپنے وہان سے رات کے وقت مدینہ منورہ کیطرف چلنے کا قصد کیا چنانچہ رات بہر آپ چلتے رہے اور صبح کو جب دیکھا تو آپ اوسی میدان کربلا ہی مین موجود تہے آپنے اوس جگہ کا نام پوچھا لوگون نے کہا کہ اس زمین کو کربلا کہتے ہین۔ آپنے یہ بات سنکر فرمایا کہ اپنے اپنی مرکب

کرزن گزٹ پرچہ ۱۹ صفحہ

سے اُترو اور خیمہ لگاؤ اور مقام کرو کیونکہ یہی جگہ میری مقام شہادت ہی اور اسی جگہ میرے عزیز بال بچے یتیم اور بیوہ ہونگے اور یہان ہی ہمارا خون گرایا اور پانی بند کیا جائیگا وغیرہ وغیرہ از شہیدی حامد مرحوم اور ایک روایت مین یہ بہی ہی کہ مینے اپنے باباجان سے اسیطرح سنا ہے۔ پس حضرت امام حسین کے اس بیان اور فرمانے سے ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ اپکے واقعہ شہادت کی بابت پیشین گوئیان ضرور ہوئین اور آپکو اس امر کی نسبت بخوبی معلوم تہا ورنہ آپنے یہہ غیبی کلام اور مخفی اسرار کو کیسے ظاہر فرمایا +

مناقب جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زبیر بن البکار کہتے ہین کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعبان کی پانچوین تاریخ ہجرت کے چوتھی برس تولد ہوئے ہین (اسد الغابہ) اور قتادہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے ایک برس اور دس مہینے بعد تولد ہوئے ہین پس جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت سے ساڑہے پینتیہ مہینے کی بعد پیدا ہوئے (اسد الغابہ) بعض راویون کا یہ قول ہے جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہہ ماہ کے پیدا ہوے ہیں + (نزل الابرار) جب جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تولد ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی سیدہی کان میں اذان اور الٹی کان مین اقامت کہی اور ساتوین روز ختنہ کیا اور ایک مینڈہا عقیقہ کیا یا دو مینڈہے ذبح کئے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اسکے بالوں کو وزن کرکے اسکی برابر چاندی خیرات کرو اور دائی کو عقیقہ کے پائے دو ۔ (نزل الابرار) اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکا نام حسین اور کنیت ابا عبد اللہ ۔ اور لقب سید اور طیب اور زکی اور سبط اور رشید اور وفی اور مبارک اور تابع لمرضاۃ اللہ اور دلیل علی ذات اللہ اور شہید اکبر رکہا + (نزل الابرار) جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میری سینہ تک حسن رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تہے اور حسین صدر سے پاؤن تک حضور کے مشابہ تھے + اخرجہ الترمذی) انس بن مالک کہتے ہین کہ ابن زیاد کے پاس جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اقدس ایک طشت مین لایا وہ چہڑی مار کر آپکے محسن جمال مین کچہہ کہنے لگا انس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سب لوگون سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے شبیہ تھے + یعلے بن مرہ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حسین مجہ سے ہے اور مین حسین سے ہون خدا اسکو دوست رکہتا ہی جو حسین کو دوست رکہے حسین سبط ہی اسباط سے (اخرجہ الدیلمی وابن سعد وابن ابی شیبہ واحمد والبخاری وابن ماجہ والترمذی) والحاکم وابو نعیم وابن اثیر فی اسد الغابہ

زبیر بن بکار کہتے ہین کہ مجھ سے مصعب ذکر کرتے ہین کہ جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس حج پاپیادہ کئے ہین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اہل جنت کے سردار کو دیکھنے کی آرزو رکھتا ہو وہ حسین رض ابن علی کو دیکھے + (اخرجہ ابن حبان وابو یعلی وابن عساکر) زید بن زیاد کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے نکلکر جناب سیدہ علیہا السلام کی دروازہ پر سے گذرے اور جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے ہوئے سنا اور فرمایا فاطمہ تم نہین جانتے ہو کہ اسکے رونے سے میرا دل دکھتا ہے + (نزل الابرار)

جناب حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل کا بیان

عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ حسن رض اور حسین رض دو نام ہیں اہل جنت کے نامون مین سے عرب نے جاہلیت مین یہ نام کبھی نہین رکھے + (اخرجہ ابن سعد) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہ تحقیق سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن رض اور حسین رض یہ دونون دنیا مین میرے دو پھول کے پودے ہیں + (اخرجہ الترمذی) سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دوست کہا جناب حسن رض اور حسین رض کو دوست کہا مینے اسکو اور جسکو دوست کہا مینے دوست کہا اسکو اللہ نے اور جس نے دشمن جانا ان دونون کو دشمن جانا مینے اسکو اور جسکو دشمن جانا مینے دشمن جانا اسکو اللہ تعالے نے + (اخرجہ الطبرانی فی مسند سلمان) ابو نعیم کہتے ہیں کہ مین ابن عمر رض کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عراق کے آدمی نے آکر ان سے مچھر کے خون کی نسبت پوچھا کہ اگر کپڑے کو لگ جائے تو اسکا کیا حکم ہے ابن عمر رض نے کہا کہ اس آدمی کیطرف دیکھو کہ مچھر کے خون کی نسبت پوچھتا ہے حالانکہ ان لوگون نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور بہ تحقیق مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حسن رض اور حسین رض دونو دنیا سے میرے لئے خوشبو کے پودے ہیں + (اخرجہ النسائی والدیلمی)

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکدفعہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے کہ جناب امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرتے پڑتے تشریف لائے انکے گلے مین سرخ کرتے تھے حضور انکو

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتی ہین کہ اللہ تعالے نے اپنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف وحی بہیجی کہ
بیٹے یحیی ابن ذکریا کے بدلے ستر ہزار آدمی کو مارا ہی اور تیری نواسی کے بدلے ستر ہزار کو مارنے والا ہون
(اخرجہ الحاکم من طرق متعددۃ وصحیحہ) سفیان اپنے دادی سے نقل کرتا ہے کہ وہ کہتی تہین
کہ دو آدمی جناب امام حسینؓ کے قتل پر موجود تھے پس ان دونون مین سے ایک کا ذکر اسقدر لمبا ہو گیا کہ وہ
رسی کیطرح سے اپنی گردن کے ساتھ لپیٹتا تھا اور دوسرے کا یہ حال تہا کہ ایک مشک کو منہ لگاتا تہا پہر دوسرے
کو لگاتا تھا اور اسکی نہین بجھتی تہی پیاس (اخرجہ ابو نعیم ومنصور ابن عمار) ابو الشیخ محدث
رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ ایک جماعت کی چند آدمی باہم ذکر کرنے لگے کہ کوئی شخص باقی نہین رہا
جس نے کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کے قتل مین اعانت کی ہتی کہ مرنے سے پیشتر وہ بلاءمین گرفتار
نہ ہوا ہو۔ ایک بوڑہا کہنے لگا مینے اعانت کی ہتی مجہے تو کوئی مصیبت پیش نہین آئی یہ کہکر
وہ چراغ کی بتی درست کرنے کے لئے اٹھا اسکو آگ لگ گئی اور آگ آگ پکارتا پہرتا تھا یہانتک
کہ وہ نہر مین کود پڑا باوجود اسکے وہ آگ نہین بجھتی تہی اسی حال مین مر گیا۔ (صواعق محرقہ)
سُدّی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کربلا مین میری ضیافت کی اس مجمع مین ذکر آیا
کہ کوئی شخص جناب امام حسینؓ کی قتل مین شریک نہین ہوا کہ بُری موت سے نہین مرا میزبان
نے اسکا انکار کیا اور کہنے لگا کہ مین بھی جناب امام کی شہادت پر حاضر تھا پس وہ پچھلی رات
چراغ کے درست کرنے کیلئے اٹھا اسکے بدن پر آگ اچلکر لگ گئی اور اسکو جلا دیا سدّی کہتی ہین
خدا کی قسم ہے مینے اسکو دیکھا کہ گویا وہ ایک انگارہ بن گیا تھا۔ (تذکرہ خواص الامۃ لسبط
ابن الجوزی) زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کی قاتلین مین سے کوئی
باقی نہین بچا کہ اسکو دنیا مین عقاب نہ ہوا ہو یا تو وہ قتل کیا گیا یا اندہا ہو گیا یا اسکا منہہ
کالا ہو گیا یا اسکے ملک کو تہوڑی مدت مین زوال آگیا۔ (صواعق محرقہ) صاحب بن زیاد
نے کہا کہ داخل ہوا مین پیچہے ابن زیاد کے محل مین جب شہید ہوے امام حسینؓ پس شعلہ مارا دیکہ
منہ مین آگ نے پس کہا ابن زیاد نے کیا دیکھا تونے مینے کہا ہان پہر مجہے کہنے لگا اسبات کا کہین
ذکر نہ کرنا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عمارہ بن عمیر سے نقل ہے کہ جب ابن زیاد اور اسکے
دوستون کا سر لایا گیا مسجد کے صحن مین لوگون کی پاس پہونچا تو انکو چلاتے ہوئے سنا کہ کہتی ہین
وہ آیا وہ آیا اتنے مین ایک سانپ آکر ابن زیاد کے نتھنے مین گہس گیا پہر کچہ دیر ٹہیر کر نکلا اور
چلا گیا اور غائب ہو گیا پہر وہ لوگ چلائے وہ آیا وہ آیا پہر وہی سانپ آیا اور ابن زیاد کی نتھنے مین

گھسا اسیطرح سے اوس نے دو دفعہ یا تین دفعہ کیا (اخرجہ الترمذی وصححہ والطبرانی فی الکبیر)
اعتراض اور قاتل کے نتھنوں مین سانپونکے گھسنے کی کیا تاویل ہوگی کیا یہ امر ممکنات مین سے ہے
کہ سانپ اول تو اپنی اصلی جسامت کو چھوڑ کے پتلی بتی بنے اور پھر ایک شخص کے نتھنے مین گھس جائے
اور سب سے زیادہ کمال یہ ہی کہ پھر وہ شخص زندہ رہے۔ **جواب** قاتل کے نتھنوں مین سانپونکے
گھسنے کی کوئی تاویل نہین اور نہ اسکی کوئی حاجت ہی یہ بات اپنی اصلی حالت پر قابل تسلیم ہے کیونکہ
اگر یہ امر ممکنات مین سے نہین ہی تو ممتنعات مین سے بھی نہین ہی تحت قدرت باری ہے خارج از
قدرت نہین۔ نطفہ کا صورت اور پانی کا بوئے گلاب کیوڑہ اور نارجیل کا گلزار اور گھاس کا دودہ
نافہ۔ اور گھٹلی کا ایک بڑا بھاری درخت وغیرہ سانپ کا پتلی بتی بنجانا تحت قدرت ہی اور سانپ کو اپنی
اصلی جسامت چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہین کیا پتلی جسامت کے سانپ بتی کیطرح نہیں ہوتے جو نتھنے
مین گھس سکین انمین تعجب ہی کیا ہے پھر اوس شخص کے زندہ رہنے اور نہ رہنے کی بابت عرض یہ ہے
کہ عمارہ بن عمیر کی روایت سے جو اوپر مذکور ہوئی ہے مردہ کی نتھنوں مین سانپ کا گھسنا ثابت ہوا ہے
جس سے عذاب چکھانا اور دکھ دینا مقصود ہی اور قرآن شریف مین ہے اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ
عَشِيًّا یعنے صبح اور شام انپر آگ پیش کیجاتی ہے نتھنوں مین سانپ گھسنے کی بعد فرضاً زندہ رہنے مین
بھی مطلوب ہی جو کچھ بھی دور از عقل ور جائے اعتراض نہین جیسے خدا تعالے فرماتا ہی كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ
بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ یعنی بروز قیامت اہل دوزخ کے جب چمڑے جل جائینگے
تو ہم انکو دوسرے چمڑے بدل دینگے تاکہ وہ عذاب چکھین پس جیسے بروز قیامت آگ مین جلنے سے بھی اہل
دوزخ بغرض عذاب وہ بھی بقدرت خدا زندہ رہینگے تو قاتلان امام ہمام بھی اگر اس غرض کیلئے عدم
مشیت ایزدی کی سبب نتھنوں مین سانپ گھسنے کے بعد زندہ رہے ہون تو مضایقہ اور قباحت
کیا ہے۔ جب عمرو بن سعد نے عمرو بن حجاج کو پانسو سوار دیکر بھیجا اور وہ فرات کے کنارہ پر جا
اترے اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور دریائے فرات کے درمیان حائل ہوگئے عبد اللہ
بن حصین الازدی نے پکار کر کہا یا حسین پانی کیطرف نگاہ اٹھا کر دیکھئے آپ اس سے
ایک قطرہ بھی نہین پی سکتے یہانتک کہ آپ پیاسے مرجائین جناب امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اے
میرے پروردگار اس کو ہلاک کر اور بخش نہین کہتے ہین کہ واقعہ کربلا کے بعد وہ بیمار ہوگیا اور پانی
کی مشک پی جاتا تھا اور پھر قے کر دیتا تھا اور پھر پانی پیتا تھا اور پھر قے کرتا تھا اور ہرگز اسکی
سیری نہین ہوتی تھی مرنے تک اسکا یہی حال رہا۔ (کامل ابن اثیر) مسروق رضی اللہ

دیکھکر منبر سی نیچے اتر آئے اور انکو اٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھا لیا پھر فرمایا کہ اللہ اللہ کے رسول نے سچ
کہا ہی کہ سوا اسکے نہیں کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہین مینے ان لڑکون کو چلتے اور گرتے
پڑتے دیکھا اور مجھ مین صبر نرہا یہانتک کہ مینے اپنی بات کو کاٹکر انکو اٹھا لیا (اخرجہ احمد و
الترمذی وابن ماجۃ وابی داؤد والنسائی وابن حبان والحاکم) ابوہریرہ سی روایت ہی
کہ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمہ کے دروازہ پر کھڑی ہوگئے اتنے مین امام حسن یا امام حسین باہر نکلے حضرت نے
انسے ارشاد کیا ای میری آنکھون کی ٹھنڈک آ اپنے باپ کی کاندہے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ حضرت کی دونون
انگلیان پکڑکر دوش اقدس پر سوار ہوگیا اتنے مین دوسرا صاحبزادہ نکلا حضرت نے اس سے بھی فرمایا شاباش آ
میری آنکھون کی ٹھنڈک آ اپنے باپ کے کاندہے پر سوار ہو پس وہ صاحبزادہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
دونون انگلیان پکڑکر دوش اقدس پر سوار ہوگیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی گردن کو ہاتھ سے
پکڑا اور اپنا منہ انکے منہ پر رکھکر فرمایا ای اللہ مین ان کو دوست رکھتا ہون تو بھی ان کو دوست رکھ اور اس
شخصکو جو انہین دوست رکھے (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اور حسن حسین رضی اللہ تعالی عنہ آپ کی پشت مبارک کو داکرتے تھے
ایکدفعہ لوگون نے انکو ہٹا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکو چھوڑ دو میری مان اور میرا باپ انپر تصدق
ہون جو کوئی مجھے پیار کرتا ہی چاہئے کہ انسے پیار کرے (اخرجہ ابوحاتم) والنسائی والسلسلۃ الدمشقی والدیلمی
وابن السری) سلمان رضی اللہ عنہ سی منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نام رکھا انکا حسن و حسین مانند نام دو فرزندون
ہارون علیہ السلام کی کہ انکا نام شبر اور شبیر تھا (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر) جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ان دونون کا حسن اور حسین نام رکھنے
کا حکم ہوا ہی (اخرجہ الدیلمی) ... سلمان رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ ایک وقت ہم جناب سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اتنے مین ام ایمن نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ دن بہت آگیا ہی حسنین رضی اللہ تعالی عنہ
کو ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے سوتا پایا اور ایک سانپ کو انپر سایہ کئے ہوئے دیکھا جسکے مونہہ سی آگ کے شعلے نکل رہے
تھے حضرت اس کی طرف دوڑے اور وہ حضرت کی طرف دوڑا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کچھ باتین کرنے لگا پھر وہ
لوٹکر ایک سوراخ مین گھس گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھکر ان کو جدا کیا اور انکے چہرہ کا غبار پونچھا اور فرمایا
میرے مان باپ تم پر فدا ہون تم خدا کے بڑے پیارے ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایکو ایک کاندہے پر اور
دوسرے کو دوسرے کاندہے پر اٹھا لیا مینے کہا اے صاحبزادو تمہین مبارک ہو تمہاری سواری کیا اچھی ہی جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سوار بھی تو اچھے ہین اور انکے مان باپ انسے بہتر ہین (اخرجہ الطبرانی فی الکبیر فی مسند الحسن)

ہر ایک اپنے ناک کی سیدھ پکڑتی مین حضرت کی ساتھ ہو گیا ہم ایک پہاڑ کے نیچے پہنچے ... تمہارا

معذرت

بضاعت ندارم الا امید
خدایا بعفوم مکن نا امید

مین ایک معمولی آدمی اور ایک معمولی لیاقت کا شخص ہون کوئی عالم نہین ہون مولوی نہین ہون باپ دادا کے علم و فضل کمال کا ایک شمہ بھی مجھہ مین نہین کسی اصحاب کی کتاب کلام و تحریر و تقریر کی جواب اور رد لکھنے کی مجھے کوئی لیاقت اور نسبت نہین اور نہ مجھے استعداد علم و فہم ہی مگر باصرار بعض احباب جو کچھہ مجھسے ہو سکا وہ ادہر ادہر سے جمع کر دیا ہی آیندہ ماننا نہ ماننا اور صحیح و ضعیف قصہ یا کہانی یا چراغ چڑیا کی کہانی اور بوستان خیال کہنا ہر ایک صاحب مختار کا اختیار ہی مجھے کسی سے بحث جھگڑا اور مین مین تو تو کرنے کی کوئی غرض نہین مین تو اپنی غلطی اور سہو و نسیان کی معافی اور دعائے اصلاح بیڑے و ہانپی کا خواستگار اور امیدوار ہون

گر قبول افتد زہی عز و شرف ٭ بعذر و توبہ توان رستن از عذاب خدا ٭ ولیک مے نتوان از زبان مردم رست

خداتعالے ایک سب کو راہ راست پر لا اور اس عاصی کے گناہ کو معاف فرمائے اور وقت موت کلمہ طیبہ زبان پر جاری فرمائے آمین اللہم آمین

نظم ذیل مین مرزا غلام احمد قادیانی کی حالت اور ضلالت کا نقشہ ہے اور اسکی مدعیت عیسیٰ ہونے کے دعوے کا ذبہ کی تکذیب

مرزا تو اس زمانے کا رہبان بن گیا ٭ تاویل و استعارہ مین سحبان بن گیا
دین کو کیا خراب مسلمان ہوئے تباہ ٭ فسق و فجور کفر بھی حیران بن گیا
جو شخص اوسکے دام فریبی مین پھنس گیا ٭ اپنے گمان مین وہ مسلمان بن گیا
ہمکیش اسکے کوئی بھی گذری نہین رجال ٭ ہر اک مرید اوسکا ہی فتان بن گیا
نیچریوں کا ہی موعود لہ مسیح ٭ ہر ایک جاہل اسکا ثنا خوان بن گیا
چکڑالوی و مرزا میں اتنا ہی فرق ہے ٭ بوجہل یہ اگر ہے وہ مروان بن گیا
شیعہ و خارجی مین بھی ایسی مثال ہے ٭ ملجم اگر ہے یہہ وہ یہوداکھن بن گیا
مرزا وہ نہین ہی نسخہ دیوانگی ہے یہہ ٭ ہر منبر اسکا صاحب خفقان بن گیا
کیسا مسیح یہہ آیا ہی جس سے کہ ایکدم ٭ عوض حیات مین تو بے جان بن گیا
کہتا مسیح وقت ہون رہتا سدا مریض ٭ بطلان دعوی کیلئے برہان بن گیا
دعوی ہے یہہ مباحثہ مین بے نظیر ہون ٭ لیکن بوقت بحث گریزان بن گیا
کہتا ہی ہر ایک کو کہ یہہ دجال کا ہے خر ٭ پر آپ خر کا دیکھئے پالان بن گیا
پیش محمد چراغ سحر روشن ہو گا کیا ٭ ہنگام بحث اسلئے نادان بن گیا

از مولوی قمر الدین صاحب حنفی جو اشعار شل و مشہور تبار فرمائی ہیں واقعی مکتوب الیہ کی نذر دار ثنائے ہین جزاہ اللہ خیر جزاء ما عمل

دستخط کتبہ محمد یار امام مسجد طلائی لاہور